بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۱ | ۱۴ ماہ شہادت ۱۳۳۱ھ - بمطابق - ۱۴ اپریل ۱۹۵۲ء | نمبر ۶

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا وبقاءہا کی تشویشناک علالت

جیسا کہ احباب کو گذشتہ پرچے کے ذریعہ اطلاع مل چکی ہے۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی تشویشناک طور پر علیل ہیں۔ اور کچھ دنوں سے حضرت ممدوحہ کی حالت دل اور تنفس کی کمزوری اور بلڈ پریشر کی وجہ سے بہت ہی نازک صورت اختیار کر گئی ہے۔ بے شک احباب اس مبارک وجود کے لئے جس کو موعود امام، بروز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مثیل مسیح علیہ السلام کی زوجیت کا فخر حاصل ہوا۔ خاص دعائیں اور صدقات کر رہے ہیں۔ لیکن حضرت اماں جان اطال اللہ بقاءہا کا وجود تمام جماعت کی اجتماعی دعاؤں اور صدقات کا مستحق ہے۔ حضرت ممدوحہ کو خدا تعالیٰ نے اپنی خدیجہ اور اپنی نعمت قرار دیا ہے۔ اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو خاندان مقدس کا بانی قرار دیا ہے۔ پھر حضرت اقدس علیہ السلام کو الہامی طور پر آپ کی درازئ عمر اور صحت وعافیت کے لئے کئی دعائیں بھی سکھلائی گئی ہیں۔

پس احباب کو چاہیئے کہ وہ ان الٰہی وعدوں اور دعاؤں کا واسطہ دیتے ہوئے حضرت رب العالمین کے حضور گریہ وزاری فرمائیں۔ تاکہ وہ شافی اور حیّ وقیوم خدا اپنے فضل سے حضرت ام المومنین کو کامل وعاجل صحت عطا فرمائے۔ اور آپ کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے۔ اور ہمیں آپ کی برکات سے متمتع فرماتا رہے۔

قادیان میں متواتر اجتماعی دعائیں اور صدقات ہو رہے ہیں۔ بیرونی جماعتیں اور احباب بھی جو دعاؤں اور صدقات میں حصہ لیں اخبار بدر کو اطلاع دیں۔

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر دار المسیح قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک سوال کا جواب

ایک صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا ہے کہ

"بعض ممالک کی آبادی کو تجاوز کی حدود سے روکنے کے لئے کیا اسلام بچوں کی پیدائش کو ضبط میں لانے کے بارے میں بھی کوئی ہدایت دیتا ہے یا نہیں؟"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا۔

بچوں کی پیدائش کو ضبط میں لانے کا مسئلہ ان لوگوں کے نزدیک درست ہے۔ جو اول تو وطنیت کے پرستار ہیں۔ اسلام تو ساری دنیا کو ایک وجود قرار دیتا ہے کس نے کہا ہے کہ لوگ وطنیت کے پرستار ہو کر اپنے لئے مشکلات پیدا کر لیں۔ ان کو اپنا نقطۂ نگاہ بدلنا چاہیئے۔ اور بین الاقوامی ذہنیت پیدا کرنی چاہیئے۔ پھر ایک ملک میں آبادی کی زیادتی کے کوئی معنے ہی نہیں ہوں گے۔ ساری دنیا کی زیادتی زیادتی ہو گی۔ اور جہاں تک دنیا کے پھیلاؤ کا سوال ہے ابھی دنیا کی آبادی کے بڑھنے کے لئے گنجائش باقی ہے۔

دوسرے یہ کہ اسلام اس کو تسلیم ہی نہیں کرتا کہ غذا کی پیداوار اتنی ہو رہی ہے۔ جتنی کہ ہونی چاہیئے۔ قرآن کریم کی بعض آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ غلہ تین چار سو من فی ایکڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ پیدا ہو سکتا ہے لیکن اوسط پیداوار دنیا کی پانچ من ہے۔ اس کے تو یہ معنے بنتے ہیں کہ ابھی اس زمین کا غلہ جو کہ زیر کاشت ہے ۸۰ گنے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اور اگر ان زمینوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ جو افریقہ آسٹریلیا اور کینیڈا وغیرہ ممالک میں اور روس کے بعض علاقوں میں خالی پڑی ہیں۔ تو ان کو ملا کر تو غلہ غالباً موجودہ غلہ سے تین چار سو گنے زیادہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں دنیا کی آبادی تین چار سو گنے ابھی بڑھ سکتی ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ کس نے کہا ہے کہ صرف زمین ہی ہمارے لئے غذا پیدا کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ سائنس ایسی ایجادیں کرے جن کے ماتحت مصنوعی غذائیں تیار ہو سکیں یا سورج اور ستاروں کی شعاعوں اور روشنیوں سے غذائیں تیار کی جا سکیں۔ پس پہلے اپنے ایک محدود علم کے ماتحت ایک نظریہ بنا لینا اور پھر خدا کو اس کے تابع کرنا یہ کون سی عقل کی بات ہے۔

اسلام اس بات پر قطعی روشنی ڈالتا ہے کہ غذا کے خیال سے اولاد کو کم نہیں کرنا چاہیئے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ اور بعض باتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن کی وجہ سے اولاد بند کی جائے۔ مثلاً عورت ایسی بیماری میں مبتلا ہو کر ڈاکٹر کہہ دیں کہ اس کو حمل ہونا اس کی جان کیلئے خطرناک ہے۔ اس صورت میں اسلام بیشک اس کو جائز قرار دے دیگا۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ)

ایک مہجور قادیان کی فریاد

نتیجۂ فکر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

ہمارے شوق کا کچھ اہتمام ہو نہ سکا
جو ارِ حُسن میں اپنا مقام ہو نہ سکا

اگرچہ مَیکدہ یار میں رہے برسوں
نصیب اپنے مگر خاص جام ہو نہ سکا

گذارے سایۂ زلف سیاہ میں دن
رُخِ منورِ جاناں بکام ہو نہ سکا

ہزاروں بارگہ حُسن میں ہوئے ممتاز
قبول عشق کا لیکن سلام ہو نہ سکا

مواصلات کے حیلے تمام کر ڈالے
عجیب بات ہے نامہ پیام ہو نہ سکا

اندھیری راتوں میں گذرے ہے زندگی اپنی
ہلال عید کا ماہ تمام ہو نہ سکا

مزارِ عاشقِ ناکام سے ندا آئی
کہ ثبت کتبۂ سنگِ رُخام ہو نہ سکا

کئے ہیں نقشِ کفِ پائے یار پر سجدے
جو پوچھو سچ تو کہوں احترام ہو نہ سکا

میں اپنے ساتھ ہی لے جا رہا ہوں یہ حسرت
کسی بھی نیکی کا مجھ سے دَوام ہو نہ سکا

یہ بدنصیبی ہے مُسلم کی دورِ مہدی میں
رفیقِ جمع صحابہ کرام ہو نہ سکا

ایازی سیکھ کہیں سے کہ اکملِ مہجور
غلام ہو کے بھی ان کا غلام ہو نہ سکا

کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رُو سے جھوٹا نہیں

از حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں۔ اور استحکام پکڑ گئے ہیں۔ اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں۔ اور ایک عمر پا گئے ہیں۔ اور ایک زمانہ اُن پر گذر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں۔ اور نہ اُن نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے"۔

(تحفہ قیصریہ صلا)

درخواست ہائے دعاء

مکرم مولوی عبدالعزیز صاحب سابق انسپکٹر بیت المال ربوہ کی آنکھوں میں موتیا اتر آیا ہے۔ ایک آنکھ کی نظر بند ہو چکی ہے۔ احباب سے ان کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(حاجی محمد الدین تہالوی)

میرے لڑکے عزیزم دلدار احمد صاحب ایف۔ ایس سی کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب اُن کی شاندار کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد حیات مدرس بھابڑا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

(۱) رحمت اللہ صاحب آف دکن ایک عرصہ دراز سے بیمار ہیں صحت یابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (۲) چوہدری ہدایت اللہ صاحب چک ۳۵ جنوبی سرگودھا کے بھائی اور بھتیجہ ایک سنگین مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (۳) حاجی ممتاز علی صاحب درویش قادیان ایک عرصہ سے بعارضہ ٹی۔ بی بیمار چلے آتے ہیں۔ کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (۴) عبداللہ خان صاحب افغان امرتسر ہاسپٹل میں سخت بیمار ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

معذرت: بوجہ خاص مجبوریوں کے اس دفعہ پیشوایان مذاہب نمبر شائع نہیں کیا جا سکا۔ انشاء اللہ آئندہ اسپارہ میں اعلان کیا جائے گا۔

درخواستِ دعا

مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا امتحان عنقریب ہو رہا ہے صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بھی علیل ہے۔ احباب خاص طور پر صاحبزادہ صاحب کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

فرقہ دارانہ فسادات اور اُن کا انسداد

(۲)

ہم نے گذشتہ اشاعت میں ملک میں فرقہ دارانہ ذہنیت کی مذمت اور مختلف قوموں کے آپس میں جھگڑوں اور فسادات کے انسداد کے لئے ایک عملی تجویز پیش کی تھی۔ اور اس بات کا اظہار کیا تھا۔ کہ صرف ہمارے وزیر اعظم صاحب یا چند دوسرے لیڈروں کا فرقہ داری کی مذمت میں لیکچر دے دینا کافی نہیں۔ جب تک کہ اس بری ذہنیت کو کچلنے اور ان اسباب کو دور کرنے کے لئے جو فرقہ دارانہ فسادات کا باعث ہیں عمل قدم نہ اُٹھایا جائے۔

ہم نے اس ضمن میں پہلی تجویز یہ پیش کی تھی۔ کہ کتب تواریخ میں جو واقعات پرانے بادشاہوں کو خواہ مخواہ ظالم یا لٹیرا ظاہر کرنے کے لئے لکھے گئے ہیں۔ ان کو ایسی کتابوں میں سے نکال دیا جائے۔ اور ایسے واقعات کی تشہیر کی تقریر اور تحریر کے ذریعہ قانونی طور پر ممانعت کر دی جائے۔ اس اشاعت میں ہم بعض اور ضروری تجاویز ملک کے ہر بہی خواہ کے سامنے رکھتے ہیں۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہمارے ملک کے ہر باشندے پر باوجود ہماری حکومت کے غیر مذہبی ہونے کے غالب طور پر مذہبی رنگ چڑھا ہوا ہے۔ اور ہماری اکثریت اپنے قول و فعل اور گفتار و کردار میں مذہب کے نام پر ہی سب سے زیادہ حرکت و سکون میں آتی ہے۔ ہمارے جذبات جس شدت کے ساتھ مذہب کے نام پر اُبھر سکتے ہیں اور کسی چیز سے نہیں اُبھر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں فرقہ دارانہ فسادات کا ایک بڑا سبب مذہبی اختلافات ہیں۔ اور شریر اور فتنہ انگیز لوگ بالعموم مذہب کا نام لے کر ہی لڑائی اور فساد کی آگ کو مشتعل کرتے رہتے ہیں۔ لیکن کیا ہمارے لیڈروں اور رہنماؤں نے کبھی ان مذہبی جھگڑوں اور تنازعات کو دور کرنے کے لئے کوئی عملی تجاویز سوچی اور عمل میں لائی ہیں۔ اگر کوئی ایسی [illegible] تک نہیں اُٹھایا گیا تو [illegible] لیکچروں میں [illegible] کی عمومی مذمت کس طرح کارگر ہو سکتی ہے۔ اور اس سے حالات کی اصلاح کس طرح ممکن ہو سکتی ہے۔

ذیل میں احمدیہ نقطۂ نگاہ سے بعض ضروری تجاویز مذہبی جذبات پر مبنی فتنہ و فساد کو روکنے کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام ان پر غور کر کے ان سے فائدہ اُٹھائیں گے۔

(۱) جملہ مذہبی پیشوایان کا خواہ وہ ہندو، سکھ، پارسی، بدھ مذہب کے ہوں یا اسلام، عیسائی یا یہودی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ احترام اور عزت کی جائے۔ اور ان کی شان کے منافی کوئی لفظ زبان یا قلم پر نہ لایا جائے۔ اگر ہندوستان کے گذشتہ نصف صدی کے حالات پر غور کیا جائے تو فرقہ دارانہ فسادات کا ایک بڑا باعث مذہبی پیشوایان کی توہین نظر آتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ سلسلہ ابھی تک بند ہونے میں نہیں آیا۔ اور نہ ہی ہمارے لیڈروں نے اس اہم معاملہ پر سنجیدگی سے غور کیا ہے۔ مسلمان بالخصوص احمدیہ جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے والے تو اپنی مذہبی تعلیم کی رُو سے سب پیشوایان مذاہب پر جو خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کو سچا یقین کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے تو کسی نبی، رشی یا اوتار کی ہتک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو بھی چاہیئے کہ خواہ وہ مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے پیشوایان پر ایمان نہ بھی لائیں پھر بھی ان کی عزت و تکریم کرنا اپنا فرض سمجھیں اور اس طرح رواداری اور محبت و اتحاد کی فضا پیدا کریں۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں مختلف لوگوں نے اپنی تقاریر اور تحریرات میں حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کر کے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا ہے۔ بنگالی رسالہ "نور بہان" آگرہ کے پروفیسر کی تصنیف [illegible] "رنگیلا رسول" اور رسالہ [illegible] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کر کے جس دریدہ دہنی اور اشتعال انگیزی سے کام لیا ہے وہ قابل صد مذمت ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان دشمنان امن و انسانیت کے خلاف جو اس شرارت اور فتنہ کے مرتکب ہوئے ہیں پوری طرح پر مؤثر قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ اور نہ آئندہ کے لئے ایسی باتوں کے ارتکاب کی روک تھام کی گئی ہے۔ اگر حکومت ان لوگوں کو قرار واقعی سزا دے اور آئندہ کے لئے مذہبی پیشوایان کی عزت و تکریم کے قیام کے لئے مناسب قانون نافذ کرے تو فتنہ و فساد کا یہ دروازہ بند ہو سکتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے مذہبی مناقشات و جھگڑوں کو بند کرنے کے لئے بعض اور ضروری تجاویز بھی پیش فرمائی ہیں۔ مثلاً:-

(۱) مذہبی مباحثات و مناظرات میں اس بات کی پابندی کی جائے کہ کوئی شخص دوسرے مذہب پر اعتراض یا نکتہ چینی نہ کرے۔ بلکہ بحث کو اپنے مذہب کی خوبیوں اور عمدہ تعلیم کے بیان تک محدود رکھے۔ اس طریق کے اختیار کرنے سے مذہبی فوقیت بھی ثابت ہو جائے گی اور کسی قسم کا جھگڑا اور فساد بھی پیدا نہ ہوگا۔

(۲) اگر اس پابندی اور عمدہ طریق کار پر پورے طور پر عمل نہ کیا جائے تو کم از کم کسی دوسرے مذہب پر ایسا اعتراض نہ کیا جائے جو خود اعتراض کرنے والے کے اپنے مذہب پر پڑتا ہو۔ اگر اس پابندی کو بھی مباحثات و مناظرات میں اختیار کیا جائے تو نکتہ چینی اور اعتراضات کا میدان بہت حد تک محدود ہو سکتا ہے۔ اور فتنہ و فساد کے مواقع کم سے کم ہو سکتے ہیں۔

(۳) اس ضمن میں تیسری تجویز حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے یہ پیش فرمائی ہے کہ اگر مذکورہ بالا ہر دو تجاویز پر عمل نہ کیا جائے۔ تو کم از کم یہ طریق اختیار کیا جائے کہ ہر مذہب کی طرف سے مستند و مسلمہ کتب کی فہرست شائع کر دی جائے اور یہ اعلان کر دیا جائے کہ ان کتب کے علاوہ کوئی اور کتاب یا تحریر ان کے مسلمات میں سے نہیں ہے ایسے اعلان کے بعد اگر کسی اہل مذہب نے اس مذہب کے خلاف کوئی اعتراض پیش کرنا ہو تو وہ ان مسلمہ کتب کے حوالہ سے پیش کرے۔ اور ان سے باہر نہ جائے۔ ورنہ بلا وجہ ایسی باتوں کے متعلق اعتراض اُٹھانے سے جو اس مذہب کے ماننے والوں کے مسلمات میں سے نہیں سوائے اختلاف اور فساد کے بڑھنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

ہم ارباب حکومت اور لیڈران کانگریس سے مؤدبانہ اور پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ اگر وہ ملک میں فرقہ داری کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اور فرقہ دارانہ فسادات کو مٹانا چاہتے ہیں تو مندرجہ بالا تجاویز کو پیش نظر رکھ کر قوانین کی دفعات وضع کریں تاکہ اہل ملک آئے دن کے فتنہ و فساد سے نجات پا کر امن و چین کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور ہمارا ملک تعمیری پروگرام پر عمل کر سکے۔ آزاد ملکوں کی صف اول میں فخر کے ساتھ کھڑا ہو سکے۔ ہماری حکومت سیکولر یعنی نا مذہبی حکومت ہے۔ جس کی تعریف ہمارے وزیر اعظم صاحب نے یہی کی ہے کہ ایسی حکومت جو سب مذاہب کے حقوق کا یکساں تحفظ کرے۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اگر مندرجہ بالا تجاویز کو مد نظر رکھ کر قوانین بنائے جائیں گے اور ان پر عمل کرایا جائے گا۔ تو ملک کے جملہ مذاہب کا تحفظ بھی ہو جائے گا۔ اور مختلف قوموں کے باہمی اختلافات اور مذہبی جھگڑے ختم ہو کر امن و آشتی اور محبت و صلح کی فضا پیدا ہوگی۔ اور لوگ سکھ اور چین کی زندگی بسر کر سکیں گے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ان تجاویز پر جو اس زمانہ کے مصلح اور ریفارمر نے قوم و ملک کی بہبودی و ترقی کیلئے پیش کی ہیں عمل پیرا ہوں اور ہمارا ملک ہر طرح سے دنیا میں نیک نام اور سربلند ہو۔ آمین

سیرۃ النبیؐ کے جلسہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر

غار حرا میں نازل ہونیوالی پہلی وحی ہی بتارہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس بلند کیریکٹر کے مالک تھے

سیرت النبیؐ کے جلسوں میں ہر فرد کو شامل ہونا چاہیئے تا معلوم ہو کہ تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت ہے،

فرمودہ ۱۸ نومبر ۱۹۵۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

مصری قبلہ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں آج محض اس غرض کے لئے جلسہ میں آگیا ہوں۔ کہ مجھے عرصہ سے سیرت النبیؐ کے جلسوں میں بولنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ورنہ

میری صحت

اس امر کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ میں جلسہ میں آؤں اور تقریر کروں۔ میرا گلا بیٹھا ہوا ہے اور کھانسی کی شکایت ہے۔ کل بخار بھی رہا ہے اور اس سے پہلے بھی بخار آتا رہا ہے۔ اس لئے میرے لئے کھڑا ہونا مشکل ہے۔ پس میرے یہاں آنے کی اصل غرض یہ نہیں کہ میں کوئی تقریر کروں۔ تقریریں لوگ کرتے ہی ہیں۔ بلکہ میرے یہاں آنے کی غرض حصول برکت تھی۔ جو اس قسم کے جلسوں میں شمولیت کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔ میں جب یہاں پہنچا تو اس بات کو دیکھ کر مجھے

سخت افسوس ہؤا

کہ اکثر لوگوں نے اس بارہ میں بے توجہی سے کام لیا ہے۔ جو لوگ جلسہ میں حاضر ہیں۔ وہ ربوہ کی آبادی کے تیسرے حصہ سے بھی کم ہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ ہم باہر تو تحریک کرتے ہیں کہ احمدی اور غیر احمدی تو کجا غیر مسلم بھی اس قسم کے جلسوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں۔ لیکن خود ہماری دلچسپی کا حال یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سننے کیلئے سال میں ہم ایک دن بھی نہیں نکال سکتے۔ اس سال

جلسہ کی حاضری

دیکھ کر میں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں کہ گذشتہ سالوں میں بھی ایسی ہی بے توجہی برتی گئی ہوگی اور کارکنوں نے اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا ہوگا۔ اور جماعت کے افراد کو ان کے فرائض کی طرف توجہ نہیں دلائی ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ وہ آہستہ آہستہ اپنے مقام سے گرتے چلے گئے۔ اور آخر یہ حد آگیا جب اکثر اپنے فرائض سے غافل ہوگئی اور صرف ثلث افراد کو یہ خیال [illegible] پس بہرحال یہاں آنے کے نتیجہ میں مجھے ایک فائدہ حاصل ہوا۔ مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ کارکن اپنے فرائض پوری طرح ادا نہیں کر رہے۔ اور اس کے نتیجہ میں جماعت کی توجہ اس اہم امر کی طرف کم ہوگئی ہے۔

دنیا میں ہر چیز

خواہ وہ بیماری ہو یا تندرستی۔ دوسروں پر اثر ڈالتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مجلس میں اگر ایک شخص کھانستا ہے تو اس کے ساتھ دس افراد اور کھانسنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے کھانس نہیں رہے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص کی کھانسی کی آواز کان میں پڑتے ہی ساتھ والے افراد کے اعصاب بھی اسی قسم کی حرکت کرنے لگتے ہیں جس قسم کی حرکات کے نتیجہ میں کھانسی پیدا ہوتی ہے۔ مجلس میں ایک شخص اُباسی لیتا ہے تو جھٹ دس پندرہ اور افراد بھی اُباسی لینے لگ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اُسے اُباسی لیتے ہوئے دیکھ کر وہی حالات اور کیفیات محسوس کرنے لگ جاتے ہیں جن حالات اور کیفیات کے نتیجہ میں اُباسی پیدا ہوتی ہے۔ ایک آدمی دوڑتا ہؤا نظر آتا ہے تو دوسرے کئی لوگ بھی دوڑنے لگ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کوئی حادثہ ہوگیا ہے یا کوئی تماشہ ہے جس کی طرف لوگ بھاگے جا رہے ہیں۔ اسی طرح دوسرے کاموں میں بھی خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی لوگ

ایک دوسرے کی نقل

کرتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ہوا ہے۔ جب دس پندرہ افراد نے سستی کی۔ اور کارکنوں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ تو دوسری دفعہ ۵۰ - ۶۰ افراد نے سستی سے کام لیا۔ اور جب ان پر بھی کارکنوں نے کوئی ایکشن نہ لیا تو تیسری دفعہ سو دو سو افراد نے سستی سے کام لیا۔ اور جب ان پر بھی کارکنوں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ تو چار پانچ سو افراد نے سستی کی۔ اور جب کارکنوں کو [illegible] نظر آئی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ رستہ ہی ٹھیک ہے۔ اب اس کی اصلاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ جماعت کو اپنی حالات سے [illegible] دس پندرہ [illegible] یہ حالت ہو [illegible] دس بارہ سکرٹری جمع ہو جایا کرتے ہیں۔ اور رشتہ دار اخبار میں یہ شائع کر دیا جایا کرے گا کہ نہایت شاندار جلسہ ہؤا دسواں دس عالی تقریریں ہوئیں۔ زوردار لیکچر دیئے گئے اس طرح یہ چیز الفضل کا ریزولیشن بن کر رہ جائے گی اس میں حقیقت نہیں ہوگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نظارہ نہیں ہوگا بلکہ تمسخر ہوگا۔

اب میں

ہدایت دیتا ہوں

کہ جلسہ میں آنے والوں کی لسٹیں تیار کر دی جائیں تاکہ نہ آنیوالوں کی نگرانی کی جا سکے۔ پھر ان سے پوچھو کہ وہ جلسہ میں کیوں نہیں آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان جلسوں کو چھٹی لینے کا ذریعہ بنا لیا جاتا ہے۔ یوم التبلیغ کو لے لو۔ اس دن سب اداروں میں چھٹی ہوتی ہے۔ لیکن کارکن تبلیغ کے لئے باہر نہیں جاتے اور جب کارکن تبلیغ کے لئے باہر نہیں جاتے۔ تو انہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی سستی کرتے ہیں۔ لیکن مجھے نظارت کی طرف سے چٹھی آجاتی ہے کہ ایک دن کی چھٹی منظور کی جائے۔ ہم نے تبلیغ کے لئے باہر جانا ہے۔ لیکن چھٹی ہو جانے کے باوجود ناظر باہر جاتے ہیں نہ وکلاء باہر جاتے ہیں۔ اور نہ دوسرے کارکن باہر جاتے ہیں۔ میں اس چیز کو دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آخر

یہ غفلت کب دور ہوگی

لیکن رپورٹیں آجاتی ہیں کہ سب لوگ تبلیغ کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ حالانکہ باہر جانے والے صرف استاد۔ طالب علم اور کچھ مخلصین ہوتے ہیں۔ کارکنوں میں ایک چوتھائی حصہ بھی باہر نہیں جاتا۔ تمام ناظر اور وکلاء گھروں میں جا کر بیٹھتے ہیں اور اس دن چھٹی مناتے ہیں۔ حالانکہ چھٹی اس لئے دی جاتی ہے کہ لوگ باہر جائیں اور تبلیغ کریں۔ اس نقص کو دیکھ کر میں نے قادیان میں یہ حکم دیا تھا۔ کہ جو تبلیغ کے لئے باہر جائیں۔ صرف انہیں چھٹی دی جائے۔ باقی کارکن دفاتر میں کام کریں۔ لیکن اس حکم کے باوجود اس دن کو چھٹی کا دن بنا لیا جاتا ہے۔ گویا یوم التبلیغ کیا ہے۔ قادیان کا قدموں کا میلہ ہے یا لاہور کا چراغاں کا میلہ ہے۔ یا لائلپور کی طرف کی جانوروں کی منڈیاں ہیں صحیح روح پیدا نہیں کی گئی۔

پس میں سمجھتا ہوں

کہ میرے یہاں آنے کے نتیجہ میں ایک فائدہ یہ بھی ہؤا ہے کہ مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ کارکن اپنے فرائض کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ باوجود اس کے کہ مجھے جلسہ میں آنے کی طاقت نہیں تھی میری طبیعت خراب تھی لیکن کل خدا تعالیٰ نے میرے ذہن میں ڈال دیا کہ میں جلسہ میں ضرور جاؤں۔ میں ایک دو سال سے محسوس کر رہا تھا کہ لوگ اس طرف پوری توجہ نہیں دیتے۔ اور ان میں وہ جوش اور ولولہ نہیں ہوتا۔ جو عاشق کو اپنے معشوق کی ملاقات کے وقت ہوتا ہے۔ سو آج یہاں آنے سے اس کی تصدیق ہوگئی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات

کوئی ایسی چیز نہیں ہیں۔ کہ جنہیں کوئی انسان ایک بیٹھک میں یا ایک تصنیف میں بیان کر سکے۔ آپؐ کے اعمال۔ آپؐ کے اقوال اور آپؐ کے جذبات اتنے متنوع تھے۔ اور اتنی اقسام پر مشتمل تھے کہ انہیں ایک وقت میں یا ایک بیٹھک میں محسوب کر لینا گن لینا اور شمار کر لینا انسانی طاقت سے بالا ہے۔ درحقیقت جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صفات الٰہیہ کو بیان کیا ہے اور ایسے رنگ میں بیان کیا ہے کہ اور کوئی شخص اس طرح صفات الٰہیہ کو بیان نہیں کر سکا۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو جس طرح قرآن کریم نے بیان کیا ہے یا خدا تعالیٰ نے ان کا احاطہ کیا ہے اس طرز اور رنگ میں کوئی انسان ان کو بیان نہیں کر سکتا۔ اور نہ ان [illegible] کر سکتا ہے۔

احادیث کی کتب میں

حضرت عائشہ [illegible] روایت درج ہے کہ آپؐ نے فرمایا کان خلقہ کلہ فی القرآن۔ اس کے ایک معنی تو یہی ہیں جو

ہمیشہ کہتے جاتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام صفات اور تمام خوبیاں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں یعنی قرآن کریم میں جن اخلاق کو سکھایا گیا ہے۔ ان سب پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے۔ پس اس کے ایک دوسرے معنے بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اگر تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق اور خوبیوں کو جمع کرنا چاہو اور ان کا مطالعہ کرنا چاہو تو وہ سب کی سب قرآن کریم میں مل سکتی ہیں وہ سب کی سب کسی انسانی تصنیف میں نہیں مل سکتیں۔ انسان اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام اعمال اور خوبیوں کو گنے گا تو ان میں بہت سی [illegible] رہ جائینگی اور جب تم اس کتاب کو دیکھو گے تو کہو گے۔ اوہو وہ فلاں خوبی بیان کرنا تو بھول گیا۔ لیکن قرآن کریم لکھنے والا بھولتا نہیں۔ اس لئے جب تم قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں آپ کے اعمال اقوال اور اخلاق دیکھو گے تو تم یہ نہیں کہو گے کہ اوہو فلاں چیز رہ گئی ہے بلکہ تم یہ کہو گے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ خوبی بھی تھی لیکن میں نے اس کا خیال نہیں کیا تھا۔ پس اگر کسی انسان نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اخلاق اور اعمال و اقوال کا مطالعہ کرنا ہو تو

اس کا ذریعہ یہ ہے

کہ قرآن کریم [illegible] اور معلوم کیا جائے کہ آپ کے کیا اعمال ہیں اور آپ کے کیا اقوال ہیں۔

اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف سیرت اور سوانح پر مشتمل نہیں لیکن اس میں یہ خوبی ہے کہ جب وہ کوئی مضمون لیتا ہے تو اس کے تمام متعلق مضامین کو اس کے نیچے تہ بتہ چھپا دیتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح زمین کے طبقات ہوتے ہیں۔ اوپر کے طبقہ میں اور قسم کی مٹی ہوتی ہے۔ دوسرے طبقہ میں اور قسم کی مٹی ہوتی ہے۔ تیسرے طبقہ میں اور قسم کی مٹی ہوتی ہے۔ اگر جب ہم کسی زمین کو دیکھتے ہیں تو اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ زمین اچھی پیداوار دینے والی ہے یا بری پیداوار دینے والی ہے یہ کنکریلی زمین ہے یا اس میں عمدہ قسم کی مٹی پائی جاتی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس میں فصل اچھی ہوگی یا خراب ہوگی۔ مکان اچھے تعمیر ہوں گے یا خراب تعمیر ہونگے بنیادیں گہری کھودنی پڑیں گی یا تھوڑی۔ عمارت کئی منزلوں کی بن سکے گی یا وہ زمین زیادہ بوجھ برداشت نہیں کر سکے گی لیکن ایک ماہر فن اس زمین کو کھودے گا تو کہہ دیگا کہ اتنے گز زمین کھودنے کے بعد پتہ لگتا ہے کہ اتنے ہزار سال پہلے اس جگہ میں پانی بہتا تھا اور وہ اپنے اندر فلاں قسم کے جانور اور [illegible] رکھتا تھا۔ پھر وہ چند گز اور مٹی کھود

گا اور اس زمین سے جس کو سرسری طور پر دیکھ کر یہ اندازہ لگایا تھا کہ اس میں فصل زیادہ ہوگی یا کم عمارت کئی منزلوں والی بن سکے گی یا نہیں۔ وہ ماہر فن یہی نتیجہ نکالے گا کہ فلاں فلاں وقت میں اس زمین میں یہ یہ تبدیلیاں اندرونی آگ یا گرمی کی وجہ سے پیدا ہوئیں یا دھاتوں نے پگھل پگھل کر اس کے اندر یہ تغیرات پیدا کر دیئے اسی طرح وہ نیچے چلتا جائے گا اور

تاریخ کے مختلف زمانے

بیان کرتا جائے گا وہ محض اس زمین کو دیکھ کر دو دو تین تین ہزار سال تک کے واقعات بیان کرے گا اور یہ سب چیزیں زمین کے اندر مخفی ہوں گی۔ یہی حال قرآن کریم کا ہے۔ اس کے مطالب بھی الفاظ کی تہوں کے نیچے چھپے ہوتے ہیں۔ اگر زمین کی سب چیزوں کو باہر نکال کر پھیلا دیا جائے تو انسان کا زمین پر چلنا پھرنا مشکل ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ وہ سب چیزیں زمین کے اندر تہ بہ تہ رکھی ہوئی ہیں اس لئے ہم اس کے اوپر چلتے پھرتے ہیں لیکن جب اُسے کھودتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مثلاً اس کے اندر چونے کی چٹانیں ہیں اگر وہ چونے کی چٹانیں باہر نکال کر سطح پر پھیلا دی جائیں تو کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہاں یہ آباد ہو سکتا تھا یہ جگہ بجائے آدمیوں کے چٹانوں سے بھری ہوئی ہوتی۔ اسی طرح وہ سب مطالب جو قرآنی الفاظ کی تہوں میں چھپے ہوئے ہیں باہر نکال لئے جاتے اور

ظاہری الفاظ میں

ہی انہیں بیان کیا جاتا۔ تو جیسے اس زمین کے اندر کی چیزیں اگر باہر آجائیں تو یہ وہ آباد نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ چیزیں پھیل کر سینکڑوں میل کا علاقہ رکنے جاتا اسی طرح قرآن کریم کو بھی انسان نہیں پڑھ سکتا تھا وہ اتنی بڑی کتاب ہو جاتی کہ کتاب نہ رہتی ایک عظیم الشان لائبریری ہو جاتی اور اس میں ہزاروں کتب رکھی ہوئی ہوتیں۔ ایک نسل انسانی کہہ دیتی کہ ہم نے اس کے پانچ سو صفحات پڑھے ہیں۔ دوسری کہتی کہ ہم نے اس کے ایک ہزار صفحات پڑھے ہیں۔ اب قرآن کریم ایک چھوٹی سی کتاب ہے لیکن زمین کی طرح اس کی ایک تہہ کے نیچے ایک مضمون ہے دوسری تہ کے نیچے دوسرا مضمون ہے۔ تیسری تہ کے نیچے تیسرا مضمون ہے اور اس طرح تھوڑے سے الفاظ میں ہزاروں مضامین بیان کر دیئے گئے ہیں۔ حفظ کرنے والے اسے آسانی سے حفظ کر سکتے ہیں۔ اور پڑھنے والے اسے جلدی پڑھ لیتے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات اور سوانح بھی

قرآن کریم میں

تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں۔ ظاہر الفاظ میں مضمون اور ہوتا ہے لیکن ان کے نیچے اور مضامین بھی ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو پہلا مقام جہاں آپ پر کلام الٰہی نازل ہوا وہ غار حرا تھی۔ دنیا کے لیڈر جب کوئی امنگ رکھتے ہیں یا اپنے اندر کوئی خوبی دیکھتے ہیں تو اپنے آپ کو باہر لاتے ہیں اور اپنی خوبیوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کی توجہ ان کی طرف پھرتی ہے اور وہ اپنے ارد گرد ایک جماعت اکٹھی کر لیتے ہیں لیکن اس کے برخلاف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے الگ ہو گئے تھے۔ آپ غار حرا میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی دن تک آپ وہاں عبادت کرتے تھے غار ثور تک تو میں جا نہیں سکا کیونکہ ان دنوں تکلیف تھی اور غار ثور پہاڑ پر ایک تنگ جگہ واقعہ ہے اور اس کے نیچے کھڈ آتی ہے۔ میں اس جگہ پہنچ کر کہ جہاں سے غار ثور قریباً سو گز رہ گئی تھی میں بیٹھ گیا اور اپنے ایک ساتھی کو وہاں بھیجا کہ وہ غار دیکھ آئے۔ غار حرا میں میں خود گیا ہوں۔ اور قریباً ایک گھنٹہ تک میں نے وہاں نماز پڑھی ہے اور دعائیں کی ہیں۔

غار حرا

استعارہ کے طور پر غار کہلاتی ہے لیکن دراصل وہ غار نہیں بلکہ حرا پہاڑی پر چڑھ جائیں تو جو رستہ معروف ہے واللہ اعلم کہ یہی رستہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ بہرحال جو اس وقت معروف رستہ ہے اس کے ذریعہ اگر پہاڑی کی چوٹی تک چلے جائیں تو اس کی چوٹی تک کوئی غار نہیں آتی۔ غار حرا میں جانے کیلئے چوٹی سے نیچے اترنا پڑتا ہے۔ اور چند گز نیچے جا کر ایک جگہ آتی ہے جسے غار حرا کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہاں زلزلہ آیا جس کے نتیجہ میں چوٹی سے ایک پتھر لڑھکا جو نیچے جا کر ایک پتھر پر اٹک گیا۔ اور ایک پہلو پر ایک اور پتھر آ ٹکا اس طرح وہ جگہ ایک کمرہ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے جس کا رقبہ سات آٹھ فٹ ہوگا کیونکہ میں نے جب وہاں نماز پڑھی ہے تو وہاں کوئی ایسی زائد جگہ نظر نہیں آتی تھی کہ دو تین آدمی وہاں بیٹھ جائیں لیکن یہ جگہ اونچی ہے اور انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے معلوم ہوتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سیر کے دوران میں اس جگہ کو دیکھا۔ اور اُسے عبادت کے لئے چن لیا۔ غار کے معنے ہیں جو زمین کے اندر گھسی ہوئی ہو لیکن غار حرا زمین کے اندر گھسی ہوئی نہیں بلکہ وہ تین چار پتھر ہیں جو ایک دوسرے کے سہارے کھڑے ہیں اور اس طرح ایک کمرہ بن گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ علیحدگی محض علیحدگی نہیں تھی۔ حرا

مکہ سے چار پانچ میل

کے فاصلہ پر ایک ویران جگہ میں واقع ہے اس کے قریب کوئی آبادی نہیں اتنی دور جا کر بیٹھنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور یہ کام انسان اسی وقت کر سکتا ہے جب وہ دنیا سے بیزار ہو جائے یا دل سے بالکل علیحدگی اختیار کرے۔ آپ نے اس جگہ عبادت کی اور اس سے آپ کا یہ مطلب تھا کہ آپ نے دنیا بالکل چھوڑ دی ہے۔ جیسے ہندوؤں کے سادھو پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں اور اس طرح لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کو خیال آیا کہ دنیا رہنے کے قابل نہیں اصل ذات اللہ تعالےٰ کی ہے جس سے دل لگانا چاہیئے سو آپ مکہ سے دور جا کر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی روائت

سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے۔ اس زمانہ کے لحاظ سے یہ سامان ستو۔ کھجوریں اور چھاگل پانی کی قسم کا ہوتا کرتا تھا اور عرب میں اتنی غذا کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ ستو وغیرہ چاول تو دو چار دن تک کام نہیں دے سکتے۔ زیادہ دیر تک یہی خشک چیزیں کام دیتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے اور کئی کئی دن تک غار حرا میں عبادت کرتے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو گھر واپس آتے اور مزید سامان لے کر واپس غار حرا میں چلے جاتے۔ اس عرصہ میں آپ پر خدا تعالےٰ کا کلام نازل ہوا۔ ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم (سورۃ علق) یہ پہلا کلام ہے جو آپ پر نازل ہوا اور غار حرا میں نازل ہوا اس کا ایک پہلو تو تعلیمی ہے اس کو میں اس وقت نظر انداز کرتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب کسی سے کلام کیا جاتا ہے تو پہلا مخاطب وہی ہوتا ہے اور کلام میں اس کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم کے پہلے مخاطب

عرب لوگ تھے۔ اس لئے اس میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ وہی ہیں جنہیں عرب لوگ جانتے تھے۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے یا عرب کے بعض نبیوں اور قوموں کا ذکر ہے جیسے ثمود اور عاد کا ذکر ہے جو عرب یا عرب کے کناروں میں گذری ہیں اور عرب لوگ ان سے واقف تھے لیکن قرآن کریم میں حضرت کرشن اور حضرت رامچندر علیہما السلام کا ذکر نہیں۔ ہم نہیں

کہہ سکتے کہ ان کو قرآن کریم خدا تعالیٰ کا نبی نہیں مانتا قرآن کریم نے ان من امة الا خلا فیھا نذیر کہہ کر ان کی نبوت کو تسلیم کیا ہے اس کا ایک طرف یہ کہنا کہ ہر قوم میں نبی گذرا ہے۔ اور دوسری طرف ان سب کا ذکر نہ کرنا بلکہ صرف ان کا ذکر کرنا جو عرب کے علاقہ میں گذرے ہیں۔ یا اس کے ارد گرد گذرے ہیں یہ بتاتا ہے کہ قرآن کریم میں صرف ان

انبیاء اور قوموں کا ذکر ہے

جو عرب کے ساتھ ساتھ تھیں۔ اور عرب لوگ انہیں جانتے تھے۔ کیونکہ جو شخص پیغام کو صحیح طور پر سمجھ نہ سکے وہ صحیح طور پر پیغام نہیں پہنچا سکتا۔ صحیح پیغام پہنچانے کیلئے ضروری تھا کہ جن کو وہ پیغام دیا گیا ہے وہ اسے سمجھ سکتے۔ اس لئے قرآن کریم میں صرف ان انبیاء اور قوموں کا ذکر آتا ہے جو کہ عرب لوگ جانتے تھے تا وہ ان واقعات سے نتیجہ اخذ کر سکیں۔ اور اس کے بعد غیر معروف نبیوں کا صرف اصولی طور پر ذکر کر دیا گیا۔ پس جب بھی کسی سے کلام کیا جاتا ہے تو کلام میں مخاطب کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اب اقرأ باسم ربک الذی خلق ایک فقرہ ہے۔ جس میں بظاہر یہ پیغام دیا گیا ہے کہ پڑھ اپنے رب کا نام لے کر جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اور

رب کے معنے

ہیں وہ ذات جس نے انسان کو پیدا کیا۔ اور پھر ایسے ذرائع مہیا کئے جن پر عمل کر کے وہ دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور پھر بڑھاتے بڑھاتے انسان کو کمال تک پہنچا دیا۔ پس جہاں تک انسان کی پیدائش کا سوال ہے وہ لفظ رب میں آجاتا تھا اور یہ کہنا کافی تھا اقرأ باسم الرب الذی خلق پڑھ اسی رب کا نام لے کر جس نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ لیکن اس جگہ اپنے رب کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ان الفاظ سے بنی نوع انسان کی پیدائش اور ان کی ربوبیت کے مضمون سے ترقی کر کے خود اس فرد مخاطب کی پیدائش اور ربوبیت کی طرف توجہ پھیرنی گئی ہے۔ جو قرآن کریم کا سب سے پہلا مخاطب یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس آیت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فطرت کا پتہ لگتا ہے بعض انسان سوچ سمجھ کر کام نہیں کرتے بلکہ عادتاً یا رسم و رواج کی نقل میں کام کرتے ہیں۔ کسی کو اگر فرشتہ نظر آجاتا ہے تو یہ ایک شاندار حادثہ ہے اس کے لئے اس شخص کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی جب انسان کو کوئی ایسی چیز نظر آتی ہے جو تمام حالات میں سامنے نہیں آتی۔ تو دوسرا شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ وہم ہے۔ لیکن جس شخص پر یہ بات گذرتی ہے وہ اسے وہم نہیں سمجھتا۔ وہ اسے حقیقت سمجھتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں سانپ دیکھتا ہے وہ ڈرتا ہے چیختا ہے اور دوڑتا ہے اب دوسروں کے لئے تو یہ

ایک خواب ہے

لیکن جس نے یہ نظارہ دیکھا ہے اس پر وہ تمام کیفیت طاری ہو جاتی ہیں۔ جو فی الواقعہ سانپ دیکھنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح فرض کرو کہ ایک شخص فرشتہ دیکھتا ہے لیکن وہ در اصل فرشتہ نہیں ہوتا بلکہ محض وہم ہوتا ہے۔ تو بھی دیکھنے والے کیلئے وہ نظارہ نہایت ڈراؤنا اور ہیبت ناک ہوتا ہے وہ ڈرتا ہے اور اس کا دل مرعوب ہو جاتا ہے اگر تمہیں محض ایک فرشتہ نظر آتا۔ اور وہ کہتا اٹھو اور فلاں کام کرو۔ تو تم فوراً وہ کام کرنے لگ جاتے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرشتہ نظر آتا ہے۔ جنگل میں جہاں آپ اکیلے تھے ایک ہیبت ناک چیز کا سامنے آجانا جو پہاڑوں کی پرواہ بھی نہیں کرتی۔ اور انہیں طے کر کے آجاتی ہے کوئی کم ہیبت ناک نظارہ نہیں تھا۔ مگر جب وہ فرشتہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے اقرأ تو

عالم الغیب خدا

جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صرف فرشتہ کے کہنے کی وجہ سے پڑھنے نہیں لگ جائیں گے۔ وہ دلیل چاہیں گے اسی لئے اس نے اس پیغام میں جو آپ کو دیا گیا ساتھ دلیل بھی دی اور اقرأ ہی نہیں کہا بلکہ اقرأ باسم ربک الذی خلق سے آپ کو مخاطب کیا گیا تا آپ کہہ سکیں کہ آپ کو کیوں پڑھنا چاہیئے۔ اور آپ کے پڑھنے میں کوئی فائدہ بھی ہوگا یا نہیں اگر خالی اقرأ کہا جاتا تو آپ خیال کر سکتے تھے کہ میں اپنی قوم کو اور اپنے شہر کو چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں۔ میری قوم کو جو رتبہ حاصل تھا میں نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتی تھی۔ بلا دلیل کرتی تھی۔ اب میں اس کی بات کیوں مانوں پس آپ کے اخلاق کا پہلا حصہ اس آیت میں نظر آجاتا ہے اس لئے کہ جب فرشتہ نے کہا۔ اقرأ تو پڑھ۔ تو اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہا۔

باسم ربک الذی خلق

تو اپنے رب کا نام لیکر پڑھ جس نے تجھے پیدا کیا ہے یعنی جو خدا تیرا خالق و مالک ہے وہ اپنے خالق و مالک ہونے کی وجہ سے تجھے حکم دیتا ہے۔ بلا وجہ حکم نہیں دیتا اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فطرت صحیحہ کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ کوئی کام بلا وجہ اور بلا دلیل نہیں کرتے تھے جب کوئی انسان اس حکمت کے ماتحت کام کرنے لگ جائے تو خواہ اسے الہام کی روشنی نصیب نہ ہو۔ وہ شاندار کام کر جاتا ہے چنانچہ بعض جرنیلوں نے باوجود اسباب کی کمی کے نہایت شاندار کام کیا ہے اسلئے کہ وہ فطرت کے مطابق چلنے تھے۔ خالد، سعد بن وقاص، عمرو بن عاص نے صحابہ میں سے اور موسیٰ طارق محمد بن قاسم نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں سے اور چنگیز خاں۔ قبلائی خاں اور باتو خاں اور تیمور نے ایشیائی مسلمانوں اور غیر مسلموں سے حیرت انگیز کام کئے ہیں۔ چند دن ہوئے میں "باتو خاں" کے متعلق کچھ باتیں معلوم کرنے کے لئے انسائیکلو پیڈیا دیکھ رہا تھا تو میں نے اس میں پڑھا کہ اس زمانہ میں لاریاں نہیں تھیں۔ گاڑیاں نہیں تھیں اور نہ ہی موجودہ زمانہ کے نقل و حرکت کے سامان میسر تھے۔ باوجود اس کے وہ ایک لشکر جرار کے ساتھ آیا

یورپ کی تمام قومیں

اور سکوٹینیس اس کے مقابلہ کے لئے اکٹھی ہو گئیں۔ وہ پھر گھوم کر پولینڈ کی طرف چلا گیا۔ یورپین قومیں خوشیاں منانے لگیں کہ ہم باتو خاں سے بچ گئی ہیں۔ لیکن ابھی وہ لوگ خوشی کا جشن ہی منا رہے تھے کہ وہ بجلی کی رفتار سے پولینڈ کو فتح کرتے ہوئے ہنگری کے ان میدانوں میں اتر آیا۔ جہاں یورپ کی فوجیں جمع تھیں۔ غرض باوجود سامان نقل و حرکت کے نہ ہونے کے یہ لوگ اس طرح سفر کرتے تھے۔ جس طرح آندھیاں چلتی ہیں۔ اور یہ محض ہوشیاری اور ذہانت کی وجہ سے تھا۔ وہ لوگ بے سوچے سمجھے کام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ عقل سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح تیمور تھا نپولین تھا یا اس زمانہ میں ہٹلر تھا۔ چاہے وہ ناکام ہو گیا۔ لیکن ایک عرصہ تک لوگ حیران تھے کہ وہ کیا کرتا ہے پس

فطرت صحیحہ

سے کام لینے والا شاندار کام کر جاتا ہے اور جب اس فطرت کے ساتھ نور مل جائے تو پھر نور علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ کو ایسی فطرت عطا ہوئی تھی کہ اگر آگ نہ بھی ہوتی تب بھی وہ جل اٹھتی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نور نے آکر فطرت صحیحہ کو نور علیٰ نور کر دیا تھا لیکن فطرت صحیحہ آپ کو پہلے سے عطا کی جا چکی تھی۔ خدا تعالیٰ کا پہلا کلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتنے ڈراؤنے اور حیران کن حالات میں نازل ہوتا ہے۔ ایک شخص تنہائی میں شہر سے کئی میل دور عبادت کر رہا تھا کہ

ایک فرشتہ آتا ہے

اور جن حالات میں وہ فرشتہ آتا ہے وہ کوئی کم ہیبتناک نہیں۔ وہ حیران ہوتا ہے۔ کہ یہ کیسا وجود ہے۔ کہ جس طرح چاہتا ہے آتا ہے جنگل اور پہاڑیاں بھی اسے روک نہیں سکتیں۔ اس رعب کی موجودگی میں اور اس ہیبتناک نظارہ کی موجودگی میں جس خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر کوئی بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی جائیگی تو آپ کہیں گے میں یہ کام کیوں کروں۔ پہلے میری تسلی کرو اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا اقرأ باسم ربک الذی خلق۔ تو اپنے اس رب کے نام سے پڑھ جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ یعنی ساتھ ہی اس کی دلیل بھی دیدی "ربک" کہہ کر بتایا کہ تیرے پیدا کرنے والے کا تجھ پر حق ہے تو اس حق کو پورا کرنے کے لئے یہ کام کر۔ مگر ابھی یہ سوال رہ جاتا تھا۔ کہ کیا جن کی طرف پیغام بھیجا جا رہا ہے۔ ان پر بھی پیغام بھجوانے والے کا کوئی حق ہے؟ سو الذی خلق کہہ کر بتایا کہ وہ تیرا ہی رب نہیں سب مخلوق کو اس نے پیدا کیا ہے۔ پس اس کا حق ہے۔ کہ ان سے بھی اپنی

فرمانبرداری کا مطالبہ

کرے۔ پس تجھے کسی ایسے کام کے لئے نہیں بھیجا جاتا جس کا تجھے حق نہیں بلکہ تجھے بھجوانے والے کا ان بھی حق ہے۔ اس آیت میں خلق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ خلق کی حد بندی نہیں کی گئی۔ اس سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت خلق وسیع ہے اور اس کی مخلوق کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ گویا خلق قائمقام ہے خلق کل المخلوقات کا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تو میرا پیغام پہنچانے کیلئے تیار ہو جا۔ اسلئے کہ میں پیغام دینے والا تیرا پیدا کرنے والا اور تربیت کرنے والا ہوں۔ اور جن لوگوں کی طرف بھجوا رہا ہوں وہ بھی میرے ہی پیدا کئے ہوئے ہیں ان کے بارہ میں ربھم کا لفظ استعمال نہیں کیا کیونکہ وہ قرآنی پیغام سے پہلے خدا تعالیٰ کی کامل ربوبیت کے نیچے نہیں آتے تھے بلکہ صرف خلق کی صفت کے نیچے آتے تھے اگر خالی یہ کہا جاتا۔ کہ اقرأ باسم ربک تو اس سے شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید لوگوں پر جبر کیا جا رہا ہے آخر خدا تعالیٰ کو انہیں حکم دینے کا کیا حق ہے پس الذی خلق کے الفاظ زائد کر کے بتا دیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا محمد رسول اللہ پر اگر خالق و رب ہونے کا حق ہے تو دوسرے لوگوں پر

خالق ہونے کا حق

تو واضح ہے۔ گو رب ہونے کا حق ابھی مخفی ہے جب یہ نبی پیغامبر ہو کر ان تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دو گے تو خدا کی ربوبیت کامل طور پر ان کی طرف بھی منتقل ہو جائے گی۔ گویا محمد رسول اللہ کی فطرت کا ان الفاظ میں نقشہ پیش کر دیا گیا ہے

کہ آپ بلا دلیل بات کو سننے کیلئے کسی حالت میں تیار نہ تھے۔

اس مرحلہ کے بعد اب ایک اور مرحلہ پیش آتا ہے۔ بے دلیل بات نہ کرنے کے علاوہ فطرت صحیحہ یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ کوئی بے نتیجہ کام اس سے نہ کروایا جائے۔ مانا کہ خدا تعالےٰ کا حق ہے۔ کہ وہ انسان کو حکم دے۔ مگر کیا اس کے حکم کو ماننے کا کوئی امکان ہے۔ اگر اس کے ماننے کا کوئی امکان ہی نہیں۔ تو یہ بے نتیجہ کام کیوں کیا جائے۔ اگلی آئیت

اس شبہ کا ازالہ

کرتی ہے۔ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ خلق الانسان من علق۔ انسان کے اندر تعلق باللہ کا مادہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے خواہ تیرے مخاطب کتنے ہی تقویٰ اور خوفِ خدا سے دور پڑے ہوئے ہوں فطرتاً ان کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف لوٹیں اور اس سے محبت کریں۔ پس ظاہری حالات کے لحاظ سے یہ پیغام کتنا ہی کامیابی سے دور نظر آتا ہو۔ حقیقتاً ناممکن نہیں بلکہ اس کے کامیاب ہونے کی مخفی اور فطری سامان موجود ہیں

بظاہر تو اس دلیل میں انسانی

فطرت کی پاکیزگی

کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مگر باطناً اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فطرت کے اس پہلو کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ کوئی فضول اور بے نتیجہ کام کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ آپ وہی کام کرتے تھے جس کا کوئی فائدہ ہو۔ خواہ وہ فائدہ قانونی یا اخلاقی۔ اور یہ ایک بہت زبردست پاکیزہ فطرت پر دلالت کرنے والی بات ہے۔

قرآن کریم ایک دوسری جگہ فرماتا ہے ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ نطفہ سے ہم نے علقہ پیدا کیا۔ اور علقہ سے مضغہ بنایا مضغہ سے ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ اور اس کے بعد اس کے اندر ایک اہم تغیر کر کے روح پیدا کی لیکن اس آیت کے ایک تحت السطح معنے بھی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ عربی محاورہ میں

خلق من شیٔ

کے یہ معنے بھی ہوتے ہیں۔ کہ اس کی فطرت میں یہ چیز رکھی گئی ہے۔ مثلاً انا خلقنا الانسان من طین کے معنے ہوں گے کہ ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ لیکن جب "من عجل" آجائے تو اس کے یہ معنے نہیں ہوں گے کہ ہم نے انسان کو جلدی سے پیدا کیا ہے۔ جلدی کوئی مادہ تو نہیں۔ کہ اسے گھول۔ اور انسان پیدا کر دیا۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ انسان کی فطرت میں عجلت رکھی گئی ہے۔ پس جہاں علق کے ایک معنے یہ تھے کہ ہم نے انسان کو اس حالت سے پیدا کیا ہے کہ وہ رحم سے چپٹا ہوا تھا۔ وہاں اس کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ ہم نے

انسان کی فطرت

میں محبت اور علاقہ کا مادہ رکھا ہے۔ جیسے "من عجل" کے عربی محاورہ کے رو سے یہ معنے ہیں کہ انسان کے اندر عجلت رکھی گئی ہے۔ پس خلق الانسان من علق کے ایک معنی یہ ہیں۔ کہ انسان کی فطرت میں یہ مادہ رکھا گیا ہے۔ کہ وہ کسی کا ہو رہے۔ شعراء اور صوفیا کا خیال بھی یہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پنجابی کا ایک مصرعہ سنایا کرتے تھے۔ جو اس وقت مجھے یاد نہیں رہا۔ لیکن اس کا مطلب یہ تھا کہ یا تو تو کسی کا ہو جا یا کوئی تمہارا ہو جائے۔ پس خلق الانسان من علق کے یہ معنے بھی ہیں۔ کہ ہم نے انسانی فطرت میں محبت اور علاقہ کا مادہ بھی رکھا ہے ہم نے اسے اسی حالت پر پیدا کیا ہے کہ وہ کسی کا ہو جائے اس لئے اے رسول تو دوسرے لوگوں کے پاس جا اور اس بات کا خیال نہ کر۔ کہ بظاہر حالات وہ تیرے پیغام کو نہیں سنیں گے۔ کیونکہ ہم نے انسان کی فطرت یہ چیز رکھ دی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کا ہو کر رہنا چاہتا ہے۔ بے شک جب تک اسے اصل چیز نہیں ملتی اس وقت تک کبھی وہ بیوی کا ہو رہتا ہے۔ کبھی بہن بھائی کا ہو رہتا ہے۔ کبھی وہ ماں باپ کا ہو رہتا ہے۔ کبھی وہ دوستوں کا ہو رہتا ہے۔ وہ درمیان میں بھولتا پھرتا ہے مگر جب خدا تعالےٰ کا راستہ اس پر کھل جاتا ہے۔ تو پھر وہ خدا تعالےٰ ہی کا ہو کر رہتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ بدر کے موقعہ پر دیکھا کہ ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا ہے۔ اور وہ میدانِ جنگ میں اپنے بچہ کو تلاش کرنے کے لئے ماری ماری پھر رہی ہے۔ اُسے جہاں کوئی بچہ ملتا وہ اسے پیار کرتی اور گلے لگاتی۔ لیکن جب دیکھتی۔ کہ وہ اس کا بچہ نہیں۔ تو اُسے چھوڑ دیتی اور آگے چلی جاتی۔ یہاں تک کہ اُسے اپنا بچہ مل گیا۔ اس نے اُسے پیار کیا۔ گلے لگایا اور ایک جگہ آرام سے بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا یہی حالت خدا تعالیٰ کی ہوتی ہے جس طرح یہ عورت جب اسے کوئی بچہ ملتا ہے تو اس سے پیار کرتی ہے۔ گلے لگاتی ہے۔ اور جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرا بچہ نہیں۔ تو اُسے چھوڑ کر آگے چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اُسے اپنا بچہ مل جاتا ہے۔ اور وہ سکون سے ایک جگہ پر بیٹھ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے ہر وقت بیتاب رہتا ہے۔ جب بندہ صحیح رنگ میں توبہ کر کے اُسے مل جاتا ہے۔ تو وہ ویسا ہی سکون محسوس کرتا ہے۔ جس طرح کا سکون اس ماں نے محسوس کیا ہے۔ پس خلق الانسان من علق کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اور اس میں تعلق اور محبت پیدا کرنے کا مادہ رکھ دیا ہے۔ اور اس میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اے رسول تو ان سے مایوس نہ ہو۔ ہم نے ان میں ایسا مادہ ودیعت کر رکھا ہے کہ وہ تجھے مانیں گے۔

غرض اقرأ باسم ربك الذى خلق میں بظاہر ایک پیغام دیا گیا ہے۔ لیکن بباطن اس پیغام کے الفاظ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم بلا دلیل کسی کام کو کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ نہ بلا حق کسی سے کوئی کام کروانے کیلئے تیار تھے۔ ان تین اعلیٰ اخلاق کو پیش کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی مثال بھی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی ہے۔

اس وقت میری صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ میں کوئی لمبا مضمون بیان کروں۔ میری غرض اس وقت آنے کی یہ تھی۔ کہ تمہیں بتاؤں کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت

کا نقشہ آپ کے پہلے الہام میں کس طرح بیان کیا گیا ہے ایک با اخلاق انسان کو جب کوئی کام دیا جاتا ہے۔ تو پہلے وہ پوچھتا ہے۔ کہ مجھے بتاؤ کہ میں تمہاری بات کیوں مانوں میں ڈرسے کوئی بات ماننے کو تیار نہیں۔ جب اس پر حق ثابت کیا جاتا ہے۔ تو اعلیٰ اخلاق والا انسان یہ کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ آپ کا مجھ پر حق ہے لیکن اس کام کا تعلق دوسرے لوگوں سے ہے۔ اسلئے پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا ان پر بھی حق ہے۔ اگر تمہارا ان پر بھی حق ہے۔ تو پھر میں جاؤں گا۔ اور یہ کام کروں گا۔ پھر جب یہ سوال حل ہو جاتا ہے۔ تو اخلاق فاضلہ والا انسان یہ پوچھتا ہے کہ مخاطبین پر تمہارا حق سہی۔ مگر کیا اس پیغام میں کوئی مادی یا اخلاقی فائدہ ہے۔ اور اس

پیغام کے پہنچانے میں کوئی حکمت

کارفرما ہے۔ اگر ایسا ہو تو میں یہ کام کر سکتا ہوں ورنہ نہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر کام کرنے کے یہ معنی ہوں گے کہ گویا میں ایک فرض بجا لاتا ہوں۔ گو میں لوگوں کو ان فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مگر ایک بے فائدہ اور بے نتیجہ کام کرتا ہوں۔ چنانچہ فطرت صحیحہ کے اس مطالبہ کا جواب اس آیت میں دیا گیا۔ اور بتایا گیا۔ کہ یہ کام بظاہر بے فائدہ نظر آتا ہے۔ مگر حقیقتاً بے فائدہ نہ ہو بلکہ نتیجہ خیز اور مفید ہے۔ غرض ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باالمحمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حق ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کو پیدا کیا ہے۔ اور تربیت کر کے کمال تک پہنچایا ہے۔ پھر مخلوقات پر بھی اس کا حق ہے۔ کیونکہ وہ ان کا بھی خالق مالک ہے۔ پھر انسان کی فطرت میں خدائی محبت رکھی گئی ہے اس لئے یہ کہنا کہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ غلط ہے۔ آج احمدی بھی کہتے ہیں کہ غیر احمدی کس طرح مانیں گے۔ میں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ نے انسان کو علق سے پیدا کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں محبت کا مادہ رکھ دیا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ تم نے اسے ننگا نہیں کیا اس پر جو پردے پڑے ہیں۔ ان پردوں کو تم نے اُٹھایا نہیں اگر تم ان پردوں کو اُٹھاؤ گے۔ تو تمہیں خدا تعالےٰ کا وجود نظر آجائے گا۔

میں اب ضعف محسوس کر رہا ہوں۔ اس لئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ جتنی آیات میں نے پڑھی تھیں۔ میں ان سب کی تفسیر بیان نہیں کر سکا لیکن میں پھر

نصیحت کرتا ہوں

کہ یہ جلسہ نہایت اہم ہے۔ یہ جلسہ اس عظیم الشان انسان کے حالات اور سوانح بیان کرنے کے لئے ہے۔ جو نہ صرف خود ایک عظیم الشان انسان تھا۔ بلکہ اس نے ہمیں بھی عظیم الشان بنا دیا ہے۔ ان جلسہ میں چھوٹے بچوں کو گھسیٹ کر لانا چاہیئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ تمہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے والہانہ محبت ہے۔ محض خیالی محبت نہیں۔

ترسیل زر و دیگر دفتری خط و کتابت بنام مینیجر اخبار کریں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام میں

دنیا میں عظیم الشان انقلابات کی خبر!

خدا تعالیٰ نے آج سے ستاون سال پیشتر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مندرجہ ذیل الفاظ میں مخاطب فرمایا:۔

"کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔"

(تذکرہ صفحہ ۴۹۶)

ان الفاظ کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے دنیا کے طول و عرض میں عظیم الشان انقلابات برپا کئے۔ جو اپنی وسعت اور اثر کے لحاظ سے غیر معمولی اور بے مثال ہیں۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ بات بہت ہی ایمان افزا ہے کہ اس پیشگوئی کے اکثر پہلو خلافتِ ثانیہ کے دور میں ظاہر ہوئے۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ساتھ ہی خلافت حقہ ثانیہ کی حقانیت بھی ثابت ہوئی۔

(۱) "کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے" کے الفاظ پہلے تو خود جماعت احمدیہ میں پورے ہوئے جب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد منکرین خلافت ثانیہ اس بات کے مدعی ہوئے کہ جماعت میں ان کی تعداد ۹۸ فی صدی ہے۔ اور جماعت میں اثر و رسوخ رکھنے والے اور علم و فضل اور مال و دولت میں فائق احباب ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص سے انقلاب برپا کیا اور وہ جو اپنے آپ کو ۹۸ فی صدی کہتے تھے دو فی صدی ہو گئے اور ان کا اثر و رسوخ اور اقتدار بھی دن بدن کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ وعدہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے موعود برحق خلیفہ کے ساتھ کیا تھا کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اپنی پوری شان کے ساتھ باوجود مخالف حالات کے پورا ہوا۔

پیشگوئی کے یہ الفاظ ایک اور جہت سے ۱۹۴۷ء میں دوبارہ پورے ہوئے جب فسادات کے نتیجہ میں ... مشکلات اور دقتوں کے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے ماتحت عارضی طور پر لاہور میں مرکز قائم کیا اور اس طرح غیر مبائعین کے مرکز "احمدیہ بلڈنگس لاہور" کا رہا سہا وقار و اثر بھی جاتا رہا۔ اور وحی الٰہی کے الفاظ "کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے" ایک دفعہ پھر اپنی پوری آب و تاب سے پورے ہوئے منکرین خلافت اکثر یہ عذر پیش کیا کرتے تھے کہ وابستگانِ خلافت کی کامیابی و ترقی کی بڑی وجہ ان کا قادیان میں مقیم رہنا اور غیر مبائعین کی ناکامی کی بڑی وجہ ان کا قادیان سے نکل جانا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے اس عذر کو بھی نمایاں طور پر غلط ثابت کر دیا اور وہ اس طرح کہ وابستگانِ خلافت کو پہلے لاہور اور پھر ربوہ میں عارضی مرکز بنانا پڑا لیکن خلافت حقہ کی برکت سے خدائی تائید و نصرت اسی طرح وابستگانِ خلافت کے شامل حال رہی جس طرح قادیان میں تھی۔ اور لاہور اور ربوہ کے مراکز میں بھی جماعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی گئی۔

یہ انقلاب تو احمدیہ جماعت کے اندر وقوع پذیر ہوا جس کا مشاہدہ ایک محدود طبقہ نے کیا لیکن ۱۹۱۴ء کے بعد اگر دنیا کے حالات پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو وحی الٰہی کے یہ الفاظ بڑی شان اور جلال سے متعدد ممالک میں پورے ہوتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً:۔

(۲) افغانستان میں امیر امان اللہ خاں کا خاندان ایک عرصہ سے برسر اقتدار چلا آتا تھا۔ لیکن مظالم کی پاداش میں جو اس خاندان کے تین بادشاہوں امیر عبد الرحمٰن خان، امیر حبیب اللہ خاں اور امیر امان اللہ خاں نے مظلوم، بے کس اور خدا رسیدہ احمدیوں پر روا رکھے۔ یہ خاندان ہمیشہ کے لئے بادشاہت اور غلبہ و اقتدار سے محروم ہو گیا۔ امیر امان اللہ خان نے پہلے تو ایک حقیر اور بے پیر شخص یعنی بچہ سقہ سے بھاگ کر ملک و تخت چھوڑا۔ اور پھر خدائی تقدیر کے ماتحت نادر خان "نادر شاہ" کے لقب کے ساتھ ایک معمولی جرنیل سے افغانستان کا بادشاہ بنا۔ اور پرانا شاہی خاندان ہمیشہ کے لئے ملک کی حکومت سے بیدخل ہو گیا اور اس طرح بڑے چھوٹے ہوئے اور چھوٹے بڑے۔

(۳) روس کا انقلاب زار روس جیسے عظیم الشان شہنشاہ کی تباہی و بربادی اور عام زار اور بالشویک پارٹی کا عروج و اقتدار تو ایسا تاریخی واقعہ ہے جو زبان زد خواص و عوام ہے۔ اس کے تفصیلی ذکر کی ضرورت نہیں۔ زار کی حکومت کے خلاف سوویٹ روس کا سارا پروگرام ہی "کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے" کے الہام کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔

(۴) یہی حال ۱۹۳۵ء میں ایران میں ہوا جب ایک معمولی دہقانی آدمی رضا بن عباس علی نامی نے شاہی حکومت اور اقتدار کا خاتمہ کر کے سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں سنبھال لی۔ اور مطلق العنان آمر بن گیا۔ اور وہ خاندان جو عرصہ دراز سے شاہی شان و شوکت اور طمطراق سے حکمرانی کر رہا تھا ہمیشہ کے لئے حکومت سے بے دخل ہو گیا۔

(۵) ترکی میں جو انقلاب عظیم برپا ہوا۔ وہ ہر واقف حال کے بدن پر رعشہ طاری کر دینے کیلئے کافی ہے۔ کس طرح سلاطین عثمانیہ جو اپنے علو مرتبت اور بلند شان کی وجہ سے مشہور تھے۔ اپنے ارکین سلطنت کی غداری اور نا اہلیت کا شکار ہوئے۔ اور کمال اتاترک جو جنگی خانہ کے ایک معمولی کلرک کا فرزند تھا برسر اقتدار آیا اور دنیا نے ترکی میں "کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے" کا نظارہ دیکھا۔

(۶) جو انقلاب جرمنی اور اٹلی میں برپا ہوا۔ وہ بھی ابھی تک داستانِ پارینہ نہیں بنا۔ سب لوگ اس سے واقف ہیں۔ جنگی خانہ کے ایک افسر کے لڑکے (ہٹلر) اور معمولی لوہار کے ایک پسر (مسولینی) نے جس طرح قیصر جرمنی اور شاہ اٹلی کی سلطنتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا وہ تاریخ عالم کا ایک نہ بھولنے والا واقعہ اور مندرجہ بالا وحی الٰہی کی صداقت کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

(۷) خدائی الہام کے الفاظ انگلستان میں بھی جو دستوری نظامِ حکومت کے لئے مشہور ہے پورے ہوئے۔ شاہ ایڈورڈ ہشتم (موجودہ ڈیوک آف ونڈسر) نے جو اپنے باپ کے بڑے بیٹے اور ولیعہد تھے۔ اور ہر طرح تخت حکومت کے وارث تھے حکومت سے دستبرداری اختیار کر لی اور اپنی ذات اور اپنی اولاد کو ہمیشہ کے لئے تخت سے محروم کر دیا۔ ان کی جگہ ان کے چھوٹے بھائی شاہ جارج ششم نے حکومت سنبھالی اور اس طرح چھوٹا بھائی اور اس کا خاندان تخت سلطنت پر متمکن ہو کر بڑا ہو گیا۔ اور بڑا بھائی چھوٹا ہو گیا۔

یہ انقلابات جو دنیا کے طول و عرض میں آئے اور جن کے نتیجہ میں کئی بڑے چھوٹے ہوئے اور کئی چھوٹے بڑے ہوئے اتنے واضح اور اپنی وسعت اور اثر میں اتنے غیر معمولی ہیں۔ کہ ان کو اتفاقی نہیں کہا جا سکتا۔ یقیناً یہ خدائی تقدیر خاص ارادے کے ماتحت ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ان سے خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی پیش خبری پوری ہوتی ہے۔ انقلاب کی یہ چکی تقدیر الٰہی کے ماتحت ابھی تک چل رہی ہے ۱۹۴۷ء میں ہمارے اپنے ملک ہندوستان بالخصوص صوبہ پنجاب میں جو انقلاب آیا۔ اس کی تلخ یاد ابھی تک ہر گھر میں تازہ ہے۔ ملک کو آزادی ملنے سے ہم جو غلام اور محکوم کہلاتے تھے برسر اقتدار ہوئے۔ اور ہمارے حاکم حکومت سے بے دخل اور ملک بدر ہوئے۔ یہی نہیں بلکہ ہمارے ملک کے وہ لوگ جو غیر ملکی حکومت میں باغی اور مجرم سمجھے جاتے تھے آج حاکم، برسر اقتدار اور مسند آرائے سلطنت ہیں۔ اگر اس انقلاب اور اس کے نتائج کی تفصیل پر غور کیا جائے تو اور بھی کئی اعتبار سے الہام کے الفاظ پورے ہوتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً:۔

(۸) ۱۹۴۷ء کے فسادات کے نتیجہ میں مشرقی اور مغربی پنجاب میں جو تبادلہ آبادی کا ہوا۔ اس میں ہزاروں انسان جو صوبہ کے ایک حصہ میں صاحبِ حیثیت اور مال و دولت کے مالک تھے۔ جب دوسرے حصہ میں پہنچ کر پناہ گزین ہوئے تو ان کی سب عزت اور وقار اور دولت و مال جاتا رہا۔ اور ان کی حالت بعض اوقات اپنے نوکروں اور خادموں سے بھی بدتر ہو گئی۔ اسی طرح اس تبادلہ کے نتیجہ میں ایسے بھی ہزاروں واقعات رونما ہوئے کہ وہ لوگ جو اپنے آبائی علاقہ میں کم حیثیت اور مفلس و قلاش تھے اپنی ہوشیاری یا جتھہ کے زور سے دوسرے ملک میں آ کر صاحب حیثیت و وقار اور مال و منال کے مالک ہو گئے۔ مکانوں اور زمینوں کی الاٹمنٹیں

بھی بآسانی انہوں نے کرالیں۔ کاروباری ٹھیکے بھی انہوں نے لے لئے۔ غرض کہ ہر طرح ان کی حیثیت بڑھ گئی۔ لیکن ان کے مقابل پر رؤسا اور اشراف شرم و حجاب کی وجہ سے پریشان اور دست نگر ہو گئے۔ اس طرح بڑوں کا چھوٹا ہونا اور چھوٹوں کا بڑا ہونا پنجاب کے دونوں حصوں میں تقریباً ہر شہر اور گاؤں میں وقوع میں آیا۔

(۹) یہی حال انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد ملازم پیشہ لوگوں کا ہوا۔ سرکاری ملازمتوں میں بعض قوموں کی بعض خاص ملازمتوں میں خاص نسبت تھی۔ مثلاً پنجاب میں محکمہ پولیس میں مسلمان ساٹھ فی صدی کے قریب تھے۔ مشرقی پنجاب سے مسلمانوں کے چلے جانے کے بعد غیر مسلم ملازمان کے لئے اس محکمہ میں خاص طور پر ترقی کی گنجائش نکل آئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں بعض حوالدار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے درجہ تک پہنچ گئے۔ اس طرح بعض چھوٹے بڑے ہو گئے۔ لیکن اس کے برعکس مغربی پنجاب میں مسلم پولیس ملازمان کے لئے ترقی کرنا مشکل ہو گیا۔ اور ان کی نسبتی ترقی اور بڑائی میں روک پیدا ہو گئی۔ مثال کے طور پر ایک محکمہ کو پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر تفصیلات پر غور کیا جائے تو تبادلہ آبادی کے نتیجہ میں کئی چھوٹے ملازم بڑے ہوئے اور کئی بڑے ملازم چھوٹے ہوئے۔

(۱۰) ضلع گورداسپور اور قادیان میں جہاں احمدیہ جماعت کا مستقل اور دائمی مرکز ہے۔ اور جس جگہ خدا تعالیٰ کی مذکورہ وحی حضرت مسیح موعود پر نازل ہوئی۔ یہ الفاظ ایک اور جہت سے بھی پورے ہوئے۔ ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی آبادی ۵۱ فیصدی تھی۔ گویا تعداد کے لحاظ سے مسلمان دوسری اقوام سے بڑے تھے۔ لیکن ریڈکلیف ایوارڈ میں "دوسرے عوامل" (Other Factors) کی بناء پر وہ مؤخر ہو گئے۔ اور اس اکثریت کی آبادی کو ضلع سے نکلنا پڑا۔ جس کے نتیجہ میں اقلیت اکثریت بن گئی۔ اسی طرح قادیان میں جہاں احمدیوں کی آبادی تقسیم ملک سے پہلے ۹۰ فی صدی کے قریب تھی اور احمدی تعداد میں دوسری سب اقوام سے بہت زیادہ تھے "دارالہجرت" کے نتیجہ میں ان کی تعداد [illegible] صدی کے قریب رہ گئی۔ اور [illegible] حالت جس میں احمدی تعداد کے [illegible] اقلیت [illegible] ہیں اس وقت تک [illegible] قادیان کی بحالی کے ذریعہ پورے [illegible] مقدس بستی کی بحالی کے وقت ایک دفعہ پھر یہ الہی کلام معجزانہ

صورت میں ظاہر ہوگا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

احباب کرام! اوپر کی تفصیل سے ان عظیم الشان انقلابات کا ایک مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اور موجودہ زمانہ کے موعود مصلح کی پیشگوئی کے تحت دنیا بھر میں برپا ہوئے بے شک یہ تغیرات سیدنا حضرت مسیح موعود کی صداقت اور خلافت ثانیہ کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن یہ انقلابات ہمیں اس طرف بھی توجہ کرتے ہیں کہ ہم بھی اپنے اندر ایک تبدیلی و انقلاب پیدا کریں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی تجلی اور تائید نئی شان اور جلال کے ساتھ ہم پر ظاہر ہو۔ اور ہم اس روحانی انقلاب کا بھی مشاہدہ کر سکیں جس کے نتیجہ میں ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام اور اس کے وعدے سچے ہیں۔ سستی اور دیر صرف ہماری

طرف سے ہے۔ آؤ ہم اپنی جان۔ مال۔ عزت اور وقت کو خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں قربان کر کے حقیقی اور روحانی انقلاب کے برپا کرنے کا موجب ہوں۔ فقط

۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء تک سو فیصدی وعدہ جات ادا کرنے والے مجاہدین

تحریک جدید دفتر اول سال ۱۸ و دفتر دوم سال ۸ کے جن مجاہدین کے وعدہ جات ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء تک ادا ہو چکے ہیں۔ ان کی فہرست شائع کی جا رہی ہے، نیز ان مخلصین کے نام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں بھی بغرض دعا پیش کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی قبول فرمائے۔ آمین۔

فہرست ہذا سے ظاہر ہوگا کہ سو فیصدی وعدہ تحریک جدید ادا کرنے والے اکثر قادیان کے احباب ہیں اور بیرونی جماعتوں کے احباب نے اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف پوری توجہ سے کام نہیں لیا۔ لہٰذا جملہ وعدہ کنندگان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدہ جات سو فیصدی ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

تحریک جدید دفتر اول سال اٹھارہ کا چندہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء تک ادا کرنے والے مجاہدین

نام	روپے
۱۔ مکرم محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان	۳۰۰/-/-
۲۔ حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان	۱۰۴/-/-
۳۔ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی	۹۸/۱۰/-
۴۔ بہادر خان صاحب درویش قادیان	۲۲/۴/-
۵۔ افتخار احمد صاحب اشرف " "	۱۶/۴/-
۶۔ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان از خود	۷/۸/-
۷۔ " " " " از والدہ صاحبہ	۸/۱۲/-
۸۔ " " " " از ہمشیرہ صاحبہ	۹/-/-
۹۔ " " " " از اہلیہ صاحبہ	۹/۸/-
۱۰۔ صوفی علی محمد صاحب درویش قادیان	۱۰/-/-
۱۱۔ مستری عباداللہ صاحب درویش قادیان از خود	۲۴/-/-
۱۲۔ " " " از اہلیہ صاحبہ	۱۱/۴/-
۱۳۔ مستری محمد عباداللہ صاحب درویش قادیان از والدہ صاحبہ	۱۲/۴/-
۱۴۔ " " " " از والد صاحب مرحوم	۷/۱۲/-
۱۵۔ مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ قادیان	۱۸/-/-
۱۶۔ چوہدری سلطان احمد صاحب درویش قادیان	۶/۷/-
۱۷۔ مولوی عبدالواحد صاحب " "	۱۰/۸/-
۱۸۔ عبدالکریم صاحب آف رعیہ " "	۴/۸/-
۱۹۔ مستری محمد دین صاحب " "	۲۱/-/-
۲۰۔ بھائی شیر محمد صاحب دکاندار " "	۱۰/۱۴/-
۲۱۔ بابا خدا بخش صاحب " "	۱۰/۱۱/-
۲۲۔ مولوی خورشید احمد صاحب مبلغ " "	۹/۹/-
۲۳۔ محمد احمد صاحب گجراتی " "	۱۰/-/-
۲۴۔ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد اسحٰق صاحب " "	۸/-/-
۲۵۔ عبدالاحد خان صاحب افغان " "	۱۰/۱۲/-
۲۶۔ بابا بھاگ صاحب قادیانی " "	۵/۲/-
۲۷۔ مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی " "	۲۵/-/-
۲۸۔ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار " "	۵۰/-/-
۲۹۔ بھائی اللہ دین صاحب آف شاہدرہ " "	۴۲/-/-
۳۰۔ عبدالرحیم صاحب سندھی " "	۷/-/-
۳۱۔ بابا شکر دین صاحب " "	۱۸/۸/-
۳۲۔ حافظ نصیر الدین صاحب " "	۹/۸/-
۳۳۔ چوہدری محمد عبداللہ صاحب ڈپٹی " از خود	۱۴/۱/-
۳۴۔ " " " " از والد صاحب مرحوم	۶/۹/-
۳۵۔ " " " " از خود دفتر اول	۱۴/۴/-
۳۶۔ " " " " از والد مرحوم } سال ۱۸	۹/۱۲
۳۷۔ اہلیہ صاحبہ بی محمد الدین صاحب درویش قادیان	۸/۱۲/-
۳۸۔ ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۴۹۰/-/-
۳۹۔ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۱۹۰/-/-
۴۰۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن	۵۶۰۰/-/-
۴۱۔ سیٹھ فاضل الہ دین صاحب " "	۲۸۰/-/-
۴۲۔ سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب " "	۱۸۰/-/-
۴۳۔ سید حسین صاحب کاچی گوڑا " "	۷۰/-/-
۴۴۔ عبدالصمد صاحب چڑچڑانہ " "	۵۰/-/-

دفتر دوم سال ۸

نام	روپے
۱۔ غلام محمد صاحب گجراتی سابق درویش قادیان	۲۱/۲/-
۲۔ سکندر خان صاحب حال " "	۲۷/۴/-
۳۔ بشیر احمد صاحب سندھی " "	۵/۶/-
۴۔ بابا فضل احمد صاحب " "	۷/-/-
۵۔ چوہدری عبدالحق صاحب " "	۱۲/۵/-
۶۔ سراج دین صاحب مؤذن " "	۷/۲/-
۷۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب کارکن " "	۱۵/۷/-
۸۔ شیخ محمد ابراہیم صاحب " "	۱۹/۴/-
۹۔ منشی محمد سلطان صاحب پنیر وی " "	۷/۸/-
۱۰۔ مستری عبدالغفور صاحب " "	۵/۶/-
۱۱۔ کرامت اللہ صاحب ولد مستری محمد عباداللہ صاحب " "	۵/۱۲/-
۱۲۔ شیخ احمد صاحب " "	[illegible]
۱۳۔ احمد حسین صاحب " "	۱۱/-/-
۱۴۔ مرزا محمود احمد بیگ صاحب " "	۱۲/-/-
۱۵۔ چوہدری عبدالقدیر صاحب " "	۱۷/-/-
۱۶۔ بابا اللہ دتا صاحب " "	۵/۲/-
۱۷۔ حافظ عبدالعزیز صاحب	۵/۹/۹
۱۸۔ مستری محمد اسمٰعیل صاحب " "	۵/۴/-
۱۹۔ محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹی " "	۵/۸/-
۲۰۔ غلام رسول صاحب چیمہ " "	۱۱/۴/-
۲۱۔ بابا کرم الٰہی صاحب " "	[illegible]
۲۲۔ [illegible] صاحب " "	[illegible]
۲۳۔ شجاعت علی صاحب مبلغ " "	[illegible]

بقیہ فہرست صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ ہو۔

مختصر رپورٹ جلسۂ یوم پیشوایانِ مذاہب

منعقدہ قادیان

قادیان میں مورخہ ۲۴ مارچ بروز اتوار ساڑھے دس بجے صبح یوم پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ زیر صدارت جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل اے (سابق وزیر سپلائی پنجاب) احمدیہ جلسہ گاہ میں منعقد ہوا جس میں قادیان اور مضافات کے خواص و عوام نے شرکت کی۔ اور مسلم و غیر مسلم مقررین نے اپنی تقریروں سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔ جلسہ کی حاضری ساڑھے پانچصد کے قریب تھی۔ یہ جلسہ پونے تین بجے بعد دوپہر اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کا انتظام نظارت دعوت و تبلیغ نے کیا۔ اور ضلع گورداسپور کے علاوہ پنجاب کے بعض معتقد غیر مسلم احباب کو بھی دعوت شرکت دی۔ اسی طرح بعض دیگر مذہبی لیڈروں کو بھی شرکت کی درخواست کی گئی تھی۔ ان میں سے بعض نے خود تشریف لاکر جلسہ کی رونق بڑھائی اور بعض نے جلسہ کے لئے تحریری پیغامات بھجوائے جو جلسہ میں پڑھ کر سنا دیئے گئے۔ جلسہ کی یہ غرض کہ ہندو مسلم سکھ اور عیسائی ایک جگہ جمع ہو کر ایک ہی سٹیج سے ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی خوبیاں بیان کریں اور ان سب قوموں میں رواداری اور صلح کی رو پیدا ہو جائے بفضلہ تعالیٰ باحسن پوری ہوئی۔

جلسہ کی غرض و غائت بیان کرتے ہوئے مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظر دعوۃ و تبلیغ نے بتایا کہ آج سے قریباً ۵۰ سال قبل ۱۹۰۸ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکی حالات کا جائزہ لے کر وائسرائے ہند کی خدمت میں ایک میموریل بھجوانے کی تجویز فرمائی جس میں ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان صلح اور رواداری کے جذبات پیدا کرنے کے لئے آپ نے تحریر فرمایا کہ مذہبی جھگڑوں کی بنا یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی بزرگوں اور پیشواؤں پر بے ضرورت تجاوز کرتے ہوئے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اگر بزرگوں کی توہین چھوڑ دی جائے تو صلح ہو سکتی ہے۔ اور آئے دن کے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ کسی مذہب کے متعلق دوسرے مذہب والا کچھ ذکر کرنا چاہے تو وہ اس مذہب کی مستند کتب کے حوالہ سے تحریر کیا جائے نہ کہ جھوٹ یا لغو حوالے دے کر اعتراضات کئے جائیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر افسوس کہ نہ تو گورنمنٹ نے اور نہ عوام نے اس طرف کوئی توجہ کی اور بدستور دل آزار کلمات استعمال کئے جاتے رہے۔ اور ملکی فضا مکدر ہوتی گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورنمنٹ کو پھر توجہ دلائی کہ اگر حکومت یہ پابندی لگا دے کہ ہر مذہب والا صرف اپنے مذہب کی خوبیاں ہی بیان کیا کرے اور دوسرے کسی مذہب پر اعتراض نہ کرے۔ تو امن کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ حکومت اور عوام نے تعاون نہ کیا۔

آپؑ نے قرآنی ارشادات ان من امة الا خلا فيها نذير اور ولكل قوم هاد کے ماتحت یہ اصل بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف عرب میں اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہر ملک اور ہر قوم میں نبی بھیجے۔ اور فرمایا کہ سب نبی چونکہ خدا کی طرف سے آتے ہیں اس لئے وہ ساری دنیا کے لئے ہی واجب التعظیم ہوتے ہیں۔ اور سچے نبیوں کی شناخت کا یہ گر بتایا کہ جنہوں نے خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور قوموں نے ان کو نبی مانا۔ اور نبی کا دعویٰ کرنے کے بعد انہوں نے لمبی عمریں اور ترقیات پائیں وہ یقیناً سچے نبی تھے۔

آپؑ نے اپنی وفات سے صرف چند روز قبل ایک کتاب "پیغام صلح" تحریر فرمائی جو آپؑ کی وفات کے قریباً ایک ماہ بعد لاہور کے ایک بڑے جلسہ میں پڑھ کر سنائی گئی۔ جماعت احمدیہ ان مندرجہ بالا اصول پر ہمیشہ کاربند رہی اور سالہا سال سے ایسے جلسے منعقد کر رہی ہے۔

جلسہ کی غرض و غائت بیان کرنے کے بعد ملک صلاح الدین صاحب نے حضرت کرشن جی مہاراج کے خدا تعالیٰ کا سچا نبی ہونے اور آپ کے اخلاق حمیدہ پر تقریر کی۔

مولوی محمد صادق صاحب ناقد نے حضرت مہاتما بدھ کی سیرت پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری جماعت اسلامی اصول کے مطابق حضرت بدھ کو خدا کا راستباز نبی تسلیم کرتی ہے کیونکہ کرۂ ارض کی ایک چوتھائی مخلوق حضرت بدھ کو خدا رسیدہ اور اوتار سمجھتی ہے۔ اس کے علاوہ یورپ کے بعض تعلیمیافتہ اور ایشیا کے اکثر لوگ آپ کو برگزیدہ یقین کرتے ہیں۔ خود حضرت بدھ کا اپنا دعویٰ بھی نبی ہونے کا تھا۔ مولوی صاحب نے حضرت بدھ علیہ السلام کی صلح و آشتی کی تعلیم پر روشنی ڈالی۔

جناب پادری سیٹھ گنڈا مل صاحب آف دھاریوال نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور راستبازی کے متعلق انجیل اور زبور کے حوالوں سے مختصری تقریر فرمائی۔

مولوی خورشید احمد صاحب نے حضرت رام چندر جی مہاراج کی زندگی کے حالات مختصر طور پر بیان کئے۔ آپ کی تقریر کا ایک پہلو یہ تھا کہ آپ کی تقریر کے بیشتر الفاظ ہندی کے تھے۔ اور آپ نے ان الفاظ کو موزوں مقامات پر چسپاں کر کے تقریر کو دلچسپ بنایا۔

مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے حضرت بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کریمانہ اخلاق اپنے خدام اور غلاموں سے حسن سلوک اور فتح مکہ کے وقت اہلِ مکہ سے عفو و درگذر کے بے مثال سلوک پر بافصاحت روشنی ڈالی۔ اور بیان کیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر گذشتہ تمام نبیوں کی صداقت کی تائید کی۔ اور تمام قوموں اور ملکوں کے انبیاء کی تعظیم کے لئے ہدایت فرمائی۔

اس کے بعد سردار کرتار سنگھ صاحب۔ رادھا سوامی۔ مولوی عبد الحق صاحب جامعۃ المبشرین اور ریونڈر ایڈم کیگ (پرنسپل بلار سالویشن آرمی) ماسٹر رام سنگھ صاحب قادیان۔ گیانی نرمل سنگھ جی علاقہ کھجالہ اور مولوی عبد القادر صاحب فاضل دہلوی کی تقاریر مختلف موضوعات پر ہوئیں۔

بعد ازاں گیانی شرم سنگھ صاحب جو اصل متوطن ضلع گوجرانوالہ کے ہیں اور اب قادیان میں مقیم ہیں اور شاعرانہ مذاق رکھتے ہیں نے مولوی نعمت اللہ صاحب شہید کابلی اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنا منظوم پنجابی کلام سنا کر حاضرین کو بے حد محظوظ کیا۔ گیانی صاحب کی لے اور آپ کے کلام میں الفاظ کی موزونیت عمدہ تھی۔

مولوی محمد حفیظ صاحب نے "برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول" کے چند اقتباسات سنائے اور پھر مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال اور بعض دوسرے احباب کے تحریری پیغامات پڑھ کر سنائے۔ جو انہوں نے خاص اس جلسہ کے لئے بھجوائے تھے۔

جناب سردار گوربچن سنگھ باجوہ صدر جلسہ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ جس بزرگ ہستی نے صلح و اتحاد کے نہایت مبارک کام کے لئے اس دن (یوم پیشوایان مذاہب) کی بنیاد رکھی تھی وہ قابل صد مبارک ہے۔ اور پھر جماعت احمدیہ جو ہمیشہ سے اس دن کو مناتی آرہی ہے بھی مبارکباد کی مستحق ہے۔ بہتر ہو کہ سارے ہندوستان کے مذہبی لیڈر مل کر ایک دن مقرر کریں جو ہندوستان میں ہر جگہ منایا جایا کرے جس سے صلح و رواداری استوار ہو۔

صاحب صدر کی اجازت سے ملک صلاح الدین صاحب نے بتایا کہ گو مذہبی بڑوں کے مشورہ کے تحت نہیں مگر آج یہ دن ہماری جماعت سارے ہندوستان میں جہاں کہیں کہ وہ ہے منا رہی ہے۔ صاحب صدر نے اس قسم کے جلسوں کے انعقاد کی بے حد تعریف کی۔ اور ان کو ملک میں صلح و امن اور محبت و اتحاد کے پیدا کرنے کا باعث قرار دیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ اگر تعصب سے علیحدہ ہو کر دیکھا جائے تو سب مذاہب ایک ہی منبع سے نکلے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا احترام کرنا اور رواداری سے پیش آنا ہی مذہب کی اصل روح اور سپرٹ ہے۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کو ہر وقت برا بھلا کہتے رہنا اور جہنمی اور دوزخی قرار دینا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کی روحانی سکیم فیل ہو گئی اور شیطان کا منشاء غالب آ گیا۔ جو کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا۔

جلسہ کی تقریب میں شمولیت کے لئے جو اصحاب باہر سے آئے ان کے لئے ناشتہ اور کھانے کا انتظام نظارت ضیافت کی طرف سے کیا گیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ عمدگی سے ہوا۔ مہمانوں کی تعداد چالیس کے قریب تھی۔

خاکسار

(چوہدری) فیض احمد گجراتی رپورٹر

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی موصی یا اس کے کسی رشتہ دار کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر ہذا میں اطلاع کر دے۔
(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۰۱۶ ق۔ منکہ وحیدن خاتون زوجہ منشی عبد اللطیف صاحب عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن سردار نگر یو۔پی۔ آج بتاریخ ۲۰ ۱۱/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائیداد زیور اور حق مہر مبلغ ۳۰۰ روپے ہے۔ اور ماہوار آمد ۱۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی میری وفات پر اگر جائیداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ وحیدن خاتون زوجہ عبد اللطیف سردار نگر ۲۰ ۱۱/۴۹۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۰ ۱۱/۴۹ گواہ شد منشی عبد اللطیف بقلم خود ۲۰ ۱۱/۴۹۔

نمبر ۱۳۰۶۹ ق۔ منکہ عبد الرحیم خان ملکانہ ولد جہان خان صاحب عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن صالح نگر آج بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں میری ماہوار آمد ۵۲ روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری اور میرے بھائیوں کی غیر منقولہ جائیداد صالح نگر ضلع آگرہ میں مشترکہ ہے اسکی تقسیم کے بعد جس قدر میرے حصہ میں آئے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی جسقدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبد الرحیم خان ملکانہ انسپکٹر بیت المال حال حیدر آباد دکن۔ گواہ شد شریف احمد امینی مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد دکن ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل وکیل ہائیکورٹ یادگیر حال حیدر آباد دکن ۱۲ ۵/۵۱۔

نمبر ۱۳۰۶۵ ق۔ منکہ محمد تقی ولد محمد شفیع صاحب عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن موداہا ڈاکخانہ موداہا ضلع ہمیر پور یو۔پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹ ۱/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد سامان سائیکل کی صورت میں ہے جس کی قیمت دو ہزار روپیہ ۲۰۰۰/- ہے۔ اور ماہوار آمد ۱۰۰ روپیہ ہے۔ میں اپنی جائیداد مذکور اور ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات پر اسکے علاوہ بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد تقی احمدی موداہا ڈاکخانہ موداہا ضلع ہمیر پور۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد اسرار محمد احمدی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ موداہا ۲۹ ۱/۵۰۔

نمبر ۱۳۰۱۴ ق۔ منکہ محبوب النساء بیگم زوجہ محمد عبد الجلیل صاحب عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۹ فروری ۱۹۳۸ء ساکن بنگلور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۶ ۲/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) ایک عدد طلائی اشرفیوں کا ہار وزنی ۴ تولہ ۶۵ ۷/ ۱ روپے (۲) ایک عدد طلائی زنجیر ۱/۲ ۱ تولہ ۲۰۰ روپے (۳) ایک عدد گلسر طلائی ۱/۲ ۱ تولہ ۲۰۰ روپے (۴) ایک عدد تعویذ ... طلائی ۱/۸ تولہ ۱۲ روپے (۵) کان کے کرن پھول ۱/۴ تولہ ۱۵ روپے (۶) چھ عدد چوڑیاں طلائی ۱/۲ ۴ تولہ ۵۰۴ روپے (۷) پاؤں کے توڑے نقرئی ۵۰ تولہ ۴۵ روپے (۸) پاؤں کی نقرئی زنجیر ۱۰ تولہ ۲۰ روپے (۹) ایک عدد چھلہ طلائی ۱/۴ تولہ ۲۵ روپے (۱۰) حق مہر جو وصول شدہ ہے ۱۰۰۰ روپے کل میزان ۲۸۵۰ روپے ہے۔ میں اس کل جائیداد منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ بھی اگر میری وفات پر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ محبوب النساء بیگم۔ گواہ شد محمد عبد الجلیل خاوند موصیہ ۶ ۲/۵۰ گواہ شد بشیر احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بنگلور۔

نمبر ۱۳۰۰۲ ق۔ منکہ شوکت ولد قاضی اشتفاق علی صاحب مرحوم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن علی پور کھیڑہ ضلع مین پوری یو۔پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱ ۱۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہاں ماہوار آمد ۳۰ روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات پر بھی جو جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد قاضی شوکت ولد قاضی اشتفاق علی صاحب۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۱ ۱۲/۴۹ گواہ شد محمد ظہیر الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بار...

نمبر ۱۳۰۷۳ ق۔ منکہ شیخ احمد ولد بادشاہ صاحب عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۲۸ جون ۱۹۴۸ء ساکن پینوکنڈ بیلی پری صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵ ۳/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہاں ماہوار آمد ۷۵ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد شیخ احمد ۱۵ ۳/۵۱۔ گواہ شد محمد احمدی غوری کلکتہ۔ گواہ شد عبد الرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال ۱۵ ۸/۵۱۔

نمبر ۱۳۰۷۱ ق۔ منکہ ای محمود ولد فخر الدین صاحب ... عمر ۴۰ سال ساکن کینانور ضلع مالابار مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے میری ماہوار آمد ۸۰ روپے ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد ای محمود۔ گواہ شد رشید احمد محمود کلکتہ۔ گواہ شد عبد الرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال

نمبر ۱۳۰۴۳ ق۔ منکہ منیرہ خاتون زوجہ مولوی عبد الوہاب خان صاحب عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۰ء ساکن محلہ طلاق محل کانپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲ ۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائیداد حق مہر اور زیور ۵۰۰ روپے ہے۔ اسکے علاوہ ماہوار آمد ۱۰ روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو۔

گواہ شد	الامتہ	گواہ شد
غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۶ ۱۲/۴۹	منیرہ خاتون	عبد الوہاب بقلم خود خاوند موصیہ ۱۶ ۱۲/۴۹

بقیہ فہرست دفتر دوم سال ۸ھ

۲۴۔ چوہدری منظور احمد چیمہ درویش قادیان -/۵/۵
۲۵۔ بشیر احمد صاحب جہار " " از خود -/-/۲۸
۲۶۔ والدہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب درویش قادیان -/۱/۱۱
۲۷۔ اہلیہ صاحبہ " " " " ۲/۱ -/-/۵
۲۸۔ محمد شریف صاحب گجراتی " " -/۱۲/۲۶
۲۹۔ ولی محمد صاحب گجراتی " " -/۶/۲۶
۳۰۔ صوفی علی محمد صاحب معذور " " -/۴/۱۵
۳۱۔ ملک خیر الدین صاحب " " -/۶/۵
۳۲۔ عطاء الٰہی صاحب " " -/۳/۵
۳۳۔ محمد رمضان صاحب گجراتی " " -/۱۵/۲۵
۳۴۔ محمد دین صاحب باورچی " " -/۶/۱۰
۳۵۔ بابا صدر الدین صاحب " " -/۹/۱۵
۳۶۔ محمد سلیمان صاحب دہلوی " " -/۹/۵
۳۷۔ نذیر احمد صاحب خشک " " -/۹/۵
۳۸۔ بشیر احمد صاحب مبلغ آف کابل افغان " " /۶/۵
۳۹۔ بابا جان محمد صاحب " " -/۸/۶
۴۰۔ محمد شریف صاحب شیخوپوری " " -/۴/۱۴
۴۱۔ اہلیہ صاحبہ محمد شریف صاحب " " ۲/۴ -/۴/۵
۴۲۔ حاجی محمد الدین صاحب آف تہال درویش قادیان
از والدین } -/۱۲/۸
۴۳۔ بابا نور احمد صاحب باورچی درویش قادیان /۶/۶
۴۴۔ راجہ احمد خان صاحب گجراتی " " -/-/۲۹
۴۵۔ عمر علی صاحب بنگالی مبلغ " " -/۴/۱۶
۴۶۔ خدا بخش صاحب گجراتی " " -/۴/۲۶
۴۷۔ محمد یوسف صاحب زیروی " " -/-/۶
۴۸۔ مرزا بشیر احمد صاحب گجراتی " " -/۴/۲۸
۴۹۔ چوہدری نبی احمد صاحب چیمہ " " -/-/۱۲
۵۰۔ ملک غلام محمد صاحب ترگڑی " " -/۴/۶
۵۱۔ شریف احمد صاحب واقف زندگی " " -/۹/۵
۵۲۔ بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں " " -/۴/۵
۵۳۔ فتح محمد صاحب نانبائی " " -/۲/۵
۵۴۔ عبد الرحیم صاحب افغان " " -/۴/۵
۵۵۔ خدا بخش صاحب سندھی " " -/۲/۵
۵۶۔ غلام قادر صاحب گجراتی " " -/۴/۲۶
۵۷۔ چوہدری صدر الدین صاحب گجراتی " " -/۵/۵
۵۸۔ حافظ عبد الرحمٰن صاحب پشاوری " " -/۱۱/۵
۵۹۔ شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی " " ۲/۸ -/۴/۷
۶۰۔ " " " " ۲/۹ -/۸/۷
۶۱۔ " " " " ۲/۱۰ -/۲/۷
۶۲۔ " " " " ۲/۱۱ -/-/۸
۶۳۔ شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی درویش قادیان ۲/۱ -/۱/۸
۶۴۔ " " " " ۲/۱۲ -/۲/۸
۶۵۔ " " " " -/-/۸
۶۶۔ " " " " ۳/۵ ۸
شیخ صاحب موصوف دفتر دوم کے ۷ سال تک ادا کر چکے ہیں۔
۶۷۔ امتہ السلام صاحبہ اہلیہ یونس احمد صاحب اسلم درویش قادیان ۲/۱ -/-/۵
۶۸۔ حلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام حسین کرم علی صاحب سکندر آباد دکن -/-/۸
۶۹۔ عبد الرؤف صاحب سکندر آباد دکن ۲/۱ -/۲/۵

"فلم انڈیا" کے مسلمانوں پر دل آزار حملے!

—: از مکرم سید ارشد علی صاحب لکھنؤ :—

"فلم انڈیا" کے ایڈیٹر "بابو راؤ صاحب پٹیل" نے دیدہ دانستہ کروڑوں مسلمانوں کے قلوب کو چھلنی کرنے کے لئے "فلم انڈیا" میں ایک ایسا دل شکن اور دل آزار مضمون شائع کیا ہے جس میں سوائے جھوٹ اور شرمناک دریدہ دہنی کے معقولیت کا کہیں شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ بابو راؤ نام کے اعتبار سے تو ہندو معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ہندو دھرم کے اصول کے لحاظ سے انہیں ہندو دھرم سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ "راؤ" بجائے ہندو دھرم کے نادان سے نادان دوست ہونے کے ہندو دھرم کے بدترین اور کھلے ہوئے دشمن معلوم ہوتے ہیں۔ فلم انڈیا کا وہ پرچہ جس میں وہ ننگ شرافت مضمون شائع ہوا ہے بے حد تلاش کرنے پر بھی راقم کو نہیں ملا۔ لیکن محترم جناب ایڈیٹر صاحب "قومی آواز" نے اپنے سینے پر پتھر رکھ کر "فلم انڈیا" کے شائع شدہ المناک مضمون کا جو مختصر اقتباس بعنوان "فلم انڈیا کی بدتمیزی" ۳ اپریل ۱۹۵۲ء کے پرچہ میں نقل کیا ہے۔ اُسے میں انتہائی قلبی تکلیف کے ساتھ مجبوراً نقل کرتا ہوں۔ فلم انڈیا لکھتا ہے:۔

" اسلام کے پیروؤں نے دنیا کی ہر چیز چھیننے کی کوشش کی۔ اور تیرہ سو سال کے دوران میں سب سے بھی لڑے اس کے ساتھ یہی کیا۔ اُنہوں نے عورتوں سے عصمت چھین لی اور مردوں سے زندگی چھین لی۔ بادشاہوں سے تاج چھین لئے۔ دیوتاؤں سے تقدس چھین لیا۔ غیر مسلموں سے مذہب چھین لیا۔ نامسلمانوں سے ٹیکس چھینا۔ اور مختلف ملکوں میں چھوٹے بچوں سے ماں باپ کو چھینا۔" اس کے سوا کچھ اور نہیں چھین سکتے تھے۔ کیونکہ زمین اور آسمان کے درمیان انسان جو کچھ چھین سکتا ہے۔ وہ یہی ہے۔"

"قومی آواز" ۳ اپریل ۱۹۵۲ء

راؤ کے لمبے مضمون میں سے یہ مختصر سا اقتباس ہے۔ ناظرین ان انتہائی دل آزار۔ حیا سوز اور پھوٹے آتش دیدہ الفاظ سے یہ اندازہ لگائیں کہ راؤ نے پورے مضمون میں اپنی بیہودہ سرائی کا کس بری طرح مظاہرہ کیا ہوگا۔

راؤ نے اپنے طبعی میلان تخریب کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں پر جو شرمناک حملے کئے ہیں۔ اُن سے مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ بھی کے معزز غیر مسلم حضرات کو بھی روحانی دکھ پہنچا ہے۔ اور اُن شریف النفس غیر مسلم ہندو۔ پارسی سکھ۔ اکابرین نے اپنی اس دلی تکلیف کا ایک جلسہ عام میں اظہار بھی فرمایا ہے۔ میں ان قابل ستائش غیر مسلم حضرات کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے اس اظہار صداقت سے ملک۔ قوم اور انسانیت کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اور اپنے نیک عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ نے اپنے محسن ممتاز لیڈروں کی سچی تعلیم پر عمل کیا ہے۔ میں اپنے اس قلبی اخلاص و مبارکباد کے بعد راؤ کے دل آزار مضمون کے جواب میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق بھارت کی اُن بلند پایہ ہستیوں کے پاکیزہ خیالات بہت ہی اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں جن کے مقابلے میں راؤ کی حیثیت پرپشہ کے برابر بھی نہیں۔ آپ راؤ کے اس ننگ انسانیت مضمون کو دریا بُرد کیجئے۔ اور ہندو جاتی کے اُن جاپانشوں کے منوہر بیانات سے اپنی آتما کو شانت کیجئے جو بلا مبالغہ ہندو جاتی کے آسمان عقیدت کے چاند سورج تھے۔ دیکھئے ہندوستان کی یہ قابل عزت ہستیاں کیا فرماتی ہیں:۔

گاندھی جی "میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب کا مطالعہ کرتا ہوں۔ حقیقت مجھ پر آشکارا ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں بلکہ اس کے خلفائے اولین کی قوت برداشت ان کی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے۔" (اخبار پرکاش)

لالہ لاجپت رائے "مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیا تھا۔ یہ ہندوؤں پر اعتبار رکھتے تھے۔ ان کو اعلیٰ ترین عہدوں پر مامور کرتے تھے۔ کبھی قومی نفرت اُن کی کارروائی کی محرک نہ ہوتی تھی۔ مسلمان بادشاہ ہندوں کو ہر طرح سے مسلمانوں کے ہم رتبہ سمجھتے تھے۔"

(اخبار بندے ماترم لاہور ۷/جولائی ۱۹۲۰ء)

لالہ لاجپت رائے کا مشہور اخبار "بندے ماترم" لکھتا ہے:۔

"مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کے جذبات اور اختیارات کو غارت نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں ہندوؤں کو اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے دیئے جہاں کہیں مسلمانوں نے سلطنت کی انہوں نے اپنے ہندو بھائیوں کو گلے لگایا۔ اُنہوں نے یہ کبھی نہیں کیا کہ ہندوؤں کے حقوق قطعی پامال کر دیئے ہوں یہی وجہ تھی کہ ملک میں کسی قسم کی بے چینی، دکھ اور قحط وغیرہ نہ تھے۔" (بندے ماترم ۲۱/مئی ۱۹۲۰ء)

آریہ سماج کی مشہور درسگاہ گوروکل کانگڑی کے **پروفیسر رام دیو** بڑے ودوان اور ایڈیٹر "ویدک میگزین" لکھتے ہیں۔ "مدینہ میں بیٹھے ہوئے محمد صاحب اپنی روحانی تحریک میں وہ بجلی بھرتی جو انسانوں کو دیوتا اور فرشتے بنا دیتی ہے آنحضرت (صلعم) نے یہ بجلی راجوں مہاراجوں میں نہیں بھری تھی بلکہ عالم لوگوں میں۔ یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھلائے:"

(اسلام اور علمائے فرنگ صفحہ ۹)

"اخبار کیسری" "اسلامی سلطنت جہاں بھی قائم ہوئی اس کا سب سے بڑا اثر تمدنی ترقی پر ہوا ہے۔ قوم ہندو نہ صرف مسلمانوں کے تحت امن امان سے رہے بلکہ سلطنت کے بازو بنے کسی مسلمان حکمران نے ہندوؤں کے نظام معاشرت قانون اور مذہب کو برباد کرنے کی ہرگز کبھی باقاعدہ کوشش نہیں کی۔" (اخبار ہند کیسری ۹/دسمبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۱)

یہ چند ضروری اقتباسات میں نے بہت ہی عجلت میں بخوف طوالت پیش کئے ہیں۔ ورنہ صرف ہندوستان ہی کیا تمام دنیا کے باخبر لیڈران قوم نے اسلام کی اعلیٰ تعلیم، مساوات، رواداری، علوم تہذیب کا بے شمار مرتبہ ذکر کیا ہے اور آج بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ حقائق کی روشنی میں اسلام ہی دوسرے سب مذاہب سے اپنی اعلیٰ تعلیم میں فائق و برتر نظر آتا ہے لیکن بغرض محال اگر کسی شخص کو اپنی ناواقفیت یا تعصب کی وجہ سے یہ خوبیاں نظر نہ آئیں تو بھی ملک میں امن، اتفاق اور یکجہتی پیدا کرنے کیلئے ایسے ناپاک خیالات تحریر کرنا جیسے راؤ نے کئے ہیں کسی صورت میں بھی مناسب نہیں اور میں ملک کے انصاف پسند لوگوں اور ملک کی ترقی و اتحاد کے خواہشمندوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایسے خیالات کی پرزور مذمت و تردید کریں۔

مکرم صدر صاحبان و سیکرٹریان تعلیم و تربیت

جماعتہائے ہندوستان کی فوری توجہ کیلئے

جماعت کی ہر قسم کی حالت سے مرکز کا جلد جلد آگاہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور جماعتوں کیلئے فرض ہے کہ مرکز کی تمام نظارتوں کو ان کے متعلقہ امور کے متعلق جلد جلد مطلع کرتی رہیں۔ تاکہ مرکز بروقت مناسب ہدایات جاری کر سکے۔ اور صحیح راہنمائی کر سکے۔ جب تک جماعتیں مرکز کے ساتھ یہ تعاون نہیں کرتیں تو ایک طرف مرکز ان کو ہدایات نہیں بھجوا سکتا اور دوسری طرف لمبا عرصہ گذرنے پر خود جماعتیں بھی سست ہونے لگتی ہیں۔ اس لئے گذارش ہے کہ افراد جماعت کی تعلیمی و تربیتی حالت کے متعلق نظارت ہذا کو باقاعدہ ہر ماہ رپورٹ بھجوائی جایا کرے۔ صرف چند جماعتیں ایسی ہیں۔ جو اس پر عمل کر رہی ہیں۔ اور اکثر جماعتوں کی طرف سے کبھی بھی رپورٹیں نہیں آتیں۔ اور یہ مرکز سے قطع تعلقی کے مترادف ہے۔ ایسی جماعتوں کو خط و کتابت کے ذریعہ بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی بہت ہی قلیل تعداد کی طرف سے رپورٹیں آتی ہیں۔ ماہ فروری میں صرف کیرنگ کرناٹک۔ بنگلور۔ کرڈالی۔ مدن گنج اور باندہ کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان
۶/۳/۵۲